ساحل تمنا

اقراء صغیر احمد

ساحلِ تمنا

اقرا صغیر احمد

مدت کے بعد ہے وہ ستم گر ملا مجھے
جس کی مجھے تلاش تھی گوہر ملا مجھے
میں چاہتی تھی وہ فقط میرا ہو ہمسفر
وہ میری کائنات سے بڑھ کر ملا مجھے

وہ آج آفس میں بے حد تھک گیا تھا سارا دن سر اٹھانے کی فرصت نہیں ملی تھی' شانے' کمر' گردن گویا ہر جوڑ اکڑ کر رہ گیا تھا۔ اس کی خواہش فوری باتھ لینے کی تھی۔ حسب عادت اس نے گھر میں داخل ہو کر امی کو سلام کیا اور بریف کیس اٹھائے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا اور جب وہ آخری سیڑھی پر قدم رکھنے ہی والا تھا کہ کوئی راہداری سے بھاگتا ہوا آیا تھا قبل اس کے کہ وہ ایک طرف ہو کر بچاؤ کی صورت اختیار کرتا وہ کسی طوفان کی طرح اس سے ٹکرائی تھی۔ نتیجتاً وہ نہ خود کو سنبھال پایا نہ اسے تھام سکا اور لڑھکتا چلا گیا تھا۔

اسی پل دو نسوانی چیخیں ابھری تھیں جن میں سے ایک ممی کی آواز اس کے لیے نئی نہ تھی' البتہ دوسری آواز بالکل نئی اجنبی تھی۔ ماحول میں جو خاموشی پھیلی ہوئی تھی اس خاموشی کو دھم' دھوم' دھڑ دھڑ' دھڑ کی تیز آوازوں نے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

"الٰہی خیر!" عشرت بانو کچن سے حواس باختہ سی کہتی ہوئی نکلی تھیں اور حسان اور قندیل کو لڑھکتے دیکھ کر ان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ گھبرا کر ان کی طرف بڑھی تھیں' ممی بھی گھبرائی' بوکھلائی سی نیچے اتر رہی تھی۔ حسان لڑھکتا ہوا نیچے فرش پر آ گرا تھا اور اٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ پہلے وزنی بریف کیس سر پر آ گرا تھا پھر وہ مہکتا ہوا وجود جس کو ایک جھٹکے سے خود سے دور کر کے وہ کھڑا ہوا تھا' اعصاب پہلے ہی تھکے ہوئے' مستزاد اس آفت نے کئی دردوں سے آشنا کر دیا تھا۔ ان تکالیف سے زیادہ اہانت اسے امی اور ممی کے سامنے گرنے سے ہو رہی تھی۔ مارے خجالت کے وہ نگاہ نہ اٹھا پا رہا تھا۔

"اسٹوپڈ! کون ہو تم؟" وہ اس سے شدید غصے میں مخاطب ہوا۔

"بیٹا! چوٹ تو نہیں آئی؟ یہ قندیل ہے بھائی ریاض کی بیٹی' تمہارے دفتر جانے کے بعد آئی ہے۔" عشرت بانو جو بیٹے کی از حد سنجیدہ رکھ رکھاؤ والی عادت سے واقف تھیں' سمجھ رہی تھیں کہ وہ اس وقت کس قدر شرمندگی محسوس کر رہا ہے سو جلدی سے انہوں نے بات سنبھالی تھی جواباً وہ خاموشی سے واپس چلا گیا تھا اور انہوں نے آگے بڑھ کر قندیل کو سینے سے لگا لیا تھا جو اس کے رویے پر ششدر تھی جس نے بری طرح سے اسے جھڑکا تھا۔

"برامت ماننا بیٹی! احسان کی عادت مختلف ہے وہ دل کا برا نہیں ہے۔"

"ایم سوری! یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ تمہیں جو تم بھی آئیں اور پہلی ہی ملاقات میں بھائی سے ڈانٹ بھی پڑ گئی...... رئیلی سوری۔" نینی کا لہجہ ندامت سے بھیگ رہا تھا۔ دراصل وہ دونوں ہی شرارتیں کرتی نیچے آ رہی تھیں۔ قندیل آگے ہونے کی وجہ سے پیر سلپ ہونے کے باعث خود پر قابو نہ پاسکی۔ توازن بگڑنے پر وہ اوپر آتے حسان سے ٹکرائی وہ جو ڈھیلے ڈھالے انداز میں اوپر چڑھ رہا تھا توازن بگڑنے کی صورت میں گرتا چلا گیا۔

"کوئی بات نہیں، جو ہو گیا سو ہو گیا اب فکر کیا کرنی۔"

"آر یو رائٹ پارٹنر! کیا ہوا؟" عمیر اسے خوشنما پھولوں کا بکے پکڑاتے ہوئے استفسار کرنے لگا۔

"اوہ! آتے ہی بھائی کو گرا دیا یعنی ٹکر مار دی۔" عشرت اس کی پشت پر دھپ لگا کر بولیں۔

باتھ لے کر وہ لیٹ گیا تھا۔ نیند آنکھوں سے دور ہو چکی تھی دونوں تکیے سر کے نیچے رکھے اور تکیوں کے گرد ہاتھ لپیٹے ہوئے وہ یک ٹک چھت کو گھور رہا تھا۔ اس احمق لڑکی کی وجہ سے کتنی سبکی ہوئی تھی۔ وہ بے حد وقار و تمکنت و سنجیدگی سے رہنے کا عادی تھا، نہ بے وجہ بات کرتا تھا نہ سنتا تھا۔ اس کا رعب و دبدبہ عمیر جیسے کھلنڈرے و شوخ مزاج بندے پر بھی چلتا تھا۔ نینی اور عشرت بانو بھی اس کی موجودگی میں دبے پاؤں چلتی تھیں۔ کسی بزرگ ہستی کی طرح اس کا اس گھر میں احترام کیا جاتا، خیال رکھا جاتا تھا جو اسے لگ رہا تھا آج مٹی ہو گیا۔

پہلی ملاقات میں ہی اس لڑکی نے اس پر بہت برا تاثر چھوڑا تھا مارے اشتعال کے وہ چائے پر بھی نہیں آیا، کمرے میں ہی پی تھی۔

رات کھانے پر خوب اہتمام تھا فرائیڈ رائس، چکن بروسٹ، کچلے قیمے کے کباب، رشین سلاد لوکی کا رائتہ اور فروٹ پڈنگ عمیر نینی کی نوک جھونک چل رہی تھی، عشرت اس سے گھر والوں کے متعلق بات کر رہی تھیں معاً دور سے بھاری قدموں کی آہٹیں ابھری تھیں چھیڑ چھاڑ کرتا عمیر اس طرح مودب ہو کر بیٹھ گیا گویا ہنسنا تو کنارہ وہ مسکرانا بھی نہ جانتا ہو، نینی نے سرعت سے سر پر دوپٹہ اوڑھا تھا، عشرت بانو نے سر پر اوڑھی چادر کو از سر نو درست کیا۔ جس ماحول میں کچھ پل قبل ڈھیر شوخیاں رقص کر رہی تھیں وہاں آن واحد میں خاموشیوں نے اداس ڈیرے ڈال دیئے تھے یہ سب اس ایک شخص کی آمد پر ہوا تھا جو ان میں سے ہی تھا اسی گھر کا فرد تھا، وہ سخت حیران ہوئی تھی۔

اسکائی بلو شلوار سوٹ میں خوشبوئیں پھیلاتا ہوا وہ چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔ کھانا اسی خاموشی میں کھایا گیا گویا وہ انسان نہیں روبوٹ ہوں۔

وہ اس گھر میں کیا آئی خوشیوں، قہقہوں، دھما چوکڑیوں نے بسیرے کر لیے تھے۔ وہ در و دیوار جو دبیز خاموشیوں و سناٹوں کے عادی تھے اس تبدیلی سے وہ بھی گویا خوش و خرم دکھائی دیتے تھے، عشرت بھی ایک عرصے بعد بچوں کے ساتھ ہنستی مسکراتی نظر آ رہی تھیں عمیر کی یونیورسٹی کی چھٹیاں تھیں وہ روز ہی انہیں کہیں نہ کہیں تفریح کے لیے لے جاتا تھا۔ عشرت ان کے ساتھ بہت کم ہوتی تھیں۔ حسان نے کبھی ان کے ساتھ شرکت نہ کی تھی اسے یہاں آئے دو ہفتے ہو چکے تھے اس دوران وہ پوری طرح اس کی روٹین لائف سمجھ چکی تھی، وہ صبح آفس جاتا تو شام کو واپسی ہوتی تھی۔ اس روٹین میں چینج جب آتا جب کسی بزنس ڈیلیگیشن سے میٹنگ ہوتی یا ڈنر...... شام کی چائے وہ لان میں پینے کا عادی تھا، چہرے پہ گہری سنجیدگی اور لبوں پر جامد خاموشی۔ اگر نینی، عمیر یا عشرت کوئی بات کرتے تو جواب دیتا ورنہ لاتعلق سا رہتا تھا۔ اس کے خوف سے عمیر بھی کبھی گھر سے زیادہ ٹائم باہر نہیں رہتا تھا۔ کسی ضروری کام سے جاتا بھی تو جلد واپس آ جاتا تھا۔

"نینی! میرا دل چاہتا ہے......" وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"ہوں...... کیا دل چاہتا ہے؟" وہ بالوں میں برش کرتی ہوئی بولی۔

"تمہیں...... نانی کہنے کو۔"

"وہاٹ! مذاق کر رہی ہو؟"

"نہیں، سچ کہہ رہی ہوں، یہ تمہارے وائٹ بال تمہیں نینی نہیں نانی ظاہر کرتے ہیں، آج بال سفید ہوئے ہیں کل دانت ٹوٹیں گے اور پرسوں کمر جھک جائے گی......" وہ اسے ستانے پر مائل تھی۔

"واقعی؟ یہ بال میرے فلو سے وائٹ ہو گئے ہیں۔" تیزی سے ہوتے سفید بالوں نے اسے پہلی ہی فکر مند کر رکھا تھا۔

"چلو کسی پارلر میں ڈائی کروا لو۔"

"ہوں، میں بھی کب سے یہی سوچ رہی ہوں لیکن پارلر کس کے ساتھ جائیں گے؟ عمیر گھر پر نہیں ہے۔"

"حسان بھائی تو ہیں ان کے ساتھ۔"

"نہیں بھئی! میں عمیر کا انتظار کر لوں گی کل چلیں گے۔"

"عمیر کی طرح وہ بھی تمہارے بھائی ہیں بلکہ بڑے بھائی ہیں ان کی ذمے داری زیادہ ہے نہ کہ عمیر کی!" وہ چڑ کر بولی۔

"وہ عمیر سے زیادہ ذمے دار ہیں پاپا کے بعد وہ ہی تو ہمارا سہارا ہیں۔" نینی کے انداز میں عقیدت بھری محبت تھی بھائی کے لیے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے حسان کی سماعتیں سب سن رہی تھیں۔ جہاں بہن کی محبت سے اس کے اندر طمانیت ابھری تھی وہیں اس لڑکی کے باغیانہ ورغلانے والے خیالات نے اسے اس کے خلاف مزید بدظن کر دیا تھا۔

"ہونہہ! ایسے ہوتے ہیں ذمے دار اور سہارے بنے والے، میرے بھی دو بڑے بھائی ہیں ان کے گھر میں آنے سے بہاریں آ جاتی ہیں، ہنسی مذاق ہنگامے پکنک پارٹیز، زندگی جھوم اٹھتی ہے۔ یہاں تمہارے بھائی آتے ہیں تو لگتا ہے کرفیو لگ گیا، گھر ویرانہ بن جاتا ہے خاموشی اداس، ویران سب روبوٹ بن جاتے ہو چلتے پھرتے جیتے جاگتے مگر قوت گویائی سے محروم تم لوگوں نے خوامخواہ ان کو ہوا بنا دیا ہے۔"

"پلیز قندیل! خاموش ہو جاؤ میں بھائی کے متعلق کچھ نہیں سن سکتی ہوں۔"

"تمہاری ایسی باتوں نے ہی انہیں تم لوگوں سے دور کر دیا ہے، یہ زیادتی ہے ٹھہرو میں معلوم کر کے آتی ہوں۔"

اس کے منع کرنے کے باوجود وہ اسے ڈھونڈتی لاؤنج میں چلی آئی۔

"حسان بھائی! ہمیں شاپنگ سینٹر لے چلیں۔" وہ خود اعتمادی سے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"کیوں؟ کل تو عمیر کے ساتھ گئی تھیں۔ آج کیا کام آ گیا؟" سامنے پھیلے اخبار سے نگاہیں اٹھائے بغیر گمبھیر لہجے میں گویا ہوا۔

"شاپنگ تو جتنی کی جائے کم ہے۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔

"مجھے لڑکیوں کی بلاضرورت شاپنگ اور گھر سے نکلنا ناپسند ہے گھر میں اطمینان سے بیٹھے کوئی

ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی۔" وہ لفظ لفظ جما کر گویا ہوا اور چلا گیا وہ ہکا بکا کھڑی رہ گئی۔

"پھپھو جان! حسان بھائی اتنے سڑیل مزاج کیوں ہیں؟ بات کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے انگارے چبا رہے ہوں دیکھتے ہیں تو آگ کی تپش کا احساس ہوتا ہے وہ ایسے کیوں ہیں؟" وہ تپ کر عشرت کے پاس گئیں۔

"ارے کیا ہوا کچھ کہا ہے اس نے؟" وہ چوٹی باندھتی ہوئی مسکرائیں۔

"شاپنگ کا کہا تھا جھٹ منع کر دیا اور باتیں علیحدہ سنائیں۔"

وہ دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ مما ڈیڈی کے لاڈ پیار کے علاوہ بھائیوں کی بے انتہا محبت نے اسے منہ پھٹ و پر اعتماد بنا دیا تھا۔ وہ ان کی محبتوں کے بڑے ناجائز فائدے بھی اٹھاتی تھی۔ کراچی آنے کی ضد بھی ان میں سے ایک تھی۔ یہاں آ کر اسے محسوس ہوا تھا، عمیر اور پھپھو جان کس قدر بےحس و افسردہ زندگی جی رہے ہیں۔ حسان نے ذمے داریاں نبھائی تھیں تو احسانات کے بوجھ ان کے کاندھوں پر بھی ڈال دیے تھے جنھوں نے ان کے خوشگوار تعلقات و محبتوں کو کچل ڈالا تھا، پرتکلف احترام جس سے زندہ ہو رہا تھا۔

"تم دل چھوٹا مت کرو، عمیر آئے گا اس کے ساتھ چلی جانا، وہ منع نہیں کرے گا۔"

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ وہ آپ لوگوں سے علیحدہ کیوں ہیں؟"

کنگھا ٹیبل پر رکھ کر گہرا سانس لیتی ہوئی وہ اس کے قریب بیٹھ گئیں۔

"حسان، عمیر کی طرح ہی شوخ و شریر ہوا کرتا تھا، تمہارے پھوپھا اس کی دلچسپ شرارتوں سے بہت محظوظ ہوا کرتے تھے۔ ان کے قریب بھی بہت تھا، بچے اپنے باپ سے پیار کرتے ہیں اسے اپنے پاپا سے عشق تھا راتوں کو انہیں دیکھتے ہوئے سوتا تھا۔ صبح اٹھتے ہی انہیں دیکھتا تھا۔ ان کی اچانک حادثاتی موت نے اسے بالکل بدل دیا۔ ان دنوں یہ فرسٹ ایئر میں تھا بہت کم عمر تھا۔ اسی کم عمر میں اس نے پڑھائی بھی مکمل کی اور بزنس بھی سنبھالا۔ آج ہم عزت و وقار کے ساتھ خوشحال زندگی گزار رہے ہیں اسی کی محنت ہی ہے یہ سب اگر وہ اس طرح خود کو مشین نہ بنالیتا تو کون سہارا دیتا ہمیں؟ رشتے داریاں دوستیاں اچھے وقت کے لیے ہوتی ہیں برے وقت میں تو اپنا سایہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے کوئی نہیں پوچھتا خراب حالات میں میرے بچے نے ہماری خاطر دنیا کی رنگینیوں سے منہ موڑ لیا۔ اس کی عمر ہی کیا ہے عمیر سے دو سال ہی تو بڑا ہے میرا احساس و ہونہار بچہ۔"

گزرے دنوں کی یادوں نے ان کی آنکھیں نم کر دی تھیں۔

"ایم سوری پھپھو! آپ کو میری باتوں نے رنجیدہ کر دیا۔"

"نہیں بیٹی!" وہ مسکرا کر گویا ہوئی تھیں۔

گھر سے بار بار کالز آ رہی تھیں وہ سب ہی اسے بے حد مس کر رہے تھے وہ بھی انہیں مس کرنے لگی تھی۔ پہلی بار وہ ان سب سے اتنا دور ہوئی تھی۔ ایک ماہ ہونے والا تھا۔ اب اس کی طبیعت بھی یہاں سے اچاٹ ہونے لگی تھی۔ وجہ حسان کی ذات تھی جو منہ سے تو کچھ نہیں کہتا تھا مگر اس کی وجہ چہرے پر پھیلی بیزاری و نگاہوں سے جھانکتی ہوئی ناگواری اس کی حساس و کومل طبیعت سے چھپی نہ رہتی تھی۔

نہ معلوم کیوں وہ اسے ناپسند کرتا تھا؟

پھولوں کے ڈھیر میں کانٹوں کی چبھن پھولوں کی تازگی و شگفتگی پر حاوی ہو جاتی ہے اسی طرح ان تینوں

کی بے حد محبت کے باوجود اس ایک شخص کی بیزاری و بے اعتنائی اس کی عزت نفس کو مجروح کر رہی تھی وہ جانا چاہ رہی تھی اسی دوران نینی کا پروپوزل آ گیا۔ لوگ اچھی فیملی کے تھے وہ لڑکا حسان کے دوست کا بھائی تھا۔ ایئر فورس میں اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ حسان کی خواہش تھی نینی کی شادی حسیب رخصت سے ہی ہو ان لوگوں نے نینی کو کسی تقریب میں دیکھا تھا اور سو جان سے فدا ہو گئے تھے۔ معاملہ دونوں جانب ہی مضبوط تھا، صرف فارمیلٹیز پوری کرنی تھیں۔ عشرت خاتون نے اپنی اکلوتی نند کو بلوا لیا تھا۔ ڈنر پر حسیب کی فیملی انوائٹ تھی۔

گہرے نقوش، وصاف وشفاف رنگت اور بارعب شخصیت والی آمنہ بیگم کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ حسان کی سرخ و سفید رنگت و نقوش ان سے ملتے ہیں اور اس بات کا بھی اسے جلد احساس ہو گیا کہ صرف شکل ہی نہیں مزاج و عادات میں بھی وہ یکساں ہیں۔ پھپھو نے اس کا تعارف کروایا تھا اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے بڑی کڑی تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے بھائی کو تمہاری یاد آ گئی؟ ہاں بھئی! ظاہری بات ہے اب ماشاء اللہ حسان نے خوب ترقی کر لی ہے خیر خوشحالی تو میرے بھائی کی دور زندگی میں بھی تھی اب میرے بھتیجے کی بے مثل محنت و ریاضت سے دگنی ہو گئی ہے۔ ایسے لائق و قابل دولت مند لڑکوں کی سب ہی قدر کرتے ہیں پھر بیٹیاں جوان ہو جائیں تو رشتے داروں کی سوئی ہوئی محبت جاگ ہی اٹھتی ہے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔"

وہ نخوست بھرا انداز خود سری و مغروریت سے چور لہجہ اپنی اہمیت اپنی ذات کو مدنظر رکھنے والے دوسروں کے احساسات و جذبات کی قطعی پروا نہ کرنے والے وہ پھپھو بھتیجے یکساں ذہنیت کے عکاس تھے۔ اپنے لاابالی پن و عدم دلچسپی کے باعث وہ ان کی باتوں کا مفہوم نہ سمجھ سکی تھی مگر اس کی حساس طبیعت پر ان کا تحقیر آمیز انداز بہت گراں گزرتا تھا، حسان، عمیر، نینی سب کی موجودگی میں اپنے پاپا کے لیے غلط سننا اسے کوفت میں مبتلا کر گیا تھا۔ وہ گیلری میں آ گئی تھی۔ اس نے یہ سننا بھی گوارا نہ کیا کہ پھپھو اپنے بھائی یعنی اس کے پاپا کے دفاع میں کیا کہہ رہی ہیں حسان نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا پھر ان کی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔

وہ کلیوں کی مانند نرم و نازک احساسات رکھنے والی کومل سی لڑکی جس کو گھر سے ملنے والے بے تحاشا پیار و محبت نے دنیا کی مکر و فریب حسد و بغض سے دور رکھا تھا اس کی نظر میں دنیا ایک خوش رنگ گلستان تھی جہاں پیار محبت کے پھول کھلتے تھے جس سے اٹھنے والی خلوص و یگانگت کی خوشبوئیں حیات کی روح تھیں وہ ان ہی محبت و پیار کا امرت پیتی جوان ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی حسان کے گھر والوں کے ساتھ سپاٹ رویے نے اسے متحیر کیا تھا اور آج آمنہ پھپھو کی بدگمانیوں بھرے سخت رویے نے اسے الجھن میں مبتلا کر دیا تھا اور یہ پژمردگی اس پر طاری رہی تھی۔ نینی کے سسرال والے آ گئے تھے وہ شگون کے طور پر اس کے ہاتھ میں بڑی رقم رکھ گئے تھے۔ اس کی ساس و سسرال اور دونوں کنواری نندیں اسی ہفتے منگنی کرنا چاہ رہی تھیں اور شادی دو ماہ بعد مگر یہاں بھی آمنہ پھپھو کی بد مزاجی و سخت کلامی نے انہیں یہ کہہ کر خاموش کر دیا تھا کہ ان کے خاندان میں اس طرح ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمائی جاتی۔ صبر کریں وہ لوگ اچھے تھے جو ان کی بات کا احترام کیا تھا برا مانے بغیر۔

"ہائے پارٹنر! اتنی اداس اداس کیوں ہو۔ پھپھو جان سے ملنے کے بعد بالکل چپ ہوگئی ہو ان کی بات بری لگ گئی ہے؟" مہمانوں کے جانے کے بعد عمیر اس کے پاس آ کر استفسار کرنے لگا۔

"ہاں! ان کو پاپا کے متعلق ایسی بات نہیں کہنا چاہیے تھی، پاپا پھپھو سے بہت محبت کرتے ہیں بلکہ مما، بھائی سب ہی ان سے محبت کرتے ہیں۔" وہ صاف گوئی سے اعتراف کر بیٹھی تھی۔

"اوہ۔ ڈونٹ مائنڈ ڈیئر! پھپھو جان زبان کی خراب ہیں مگر دل کی بہت اچھی ہیں جتنا غصہ کرتی ہیں اتنا پیار بھی، ہم سب سے پیار کرتی ہیں مگر حسان بھائی میں ان کی جان ہے۔"

"میں نہیں مانتی کہ دل کا اچھا ہونا کسے کہتے ہیں؟ ہمارا تعلق زبان سے ہوتا ہے ہمیں وہی اچھا لگے گا جس کی زبان اچھی ہوگی، اخلاق بہتر ہوگا دل کی جانچ پڑتال اللہ کا کام ہے بندوں کا نہیں۔"

"اوہ! آپ تو بری طرح سے ہرٹ ہوئی ہیں سوئیٹ گرل، چلو کہیں باہر چلتے ہیں تاکہ آپ کا موڈ اچھا ہوسکے۔" عمیر نے پھپھو کے ترش رویے کے ازالے کی خاطر اسے سی ویو لے جانے کی آفر کی مگر اس نے انکار کردیا۔

عشرت خاتون کا تعلق ہائی سوسائٹی کے ایک عزت دار گھرانے سے تھا اس دور میں جہاں لوگ ذات پات، قوم و برادری کے زعم سے نکل کر آپس میں رشتے داریاں مربوط کرنے لگے تھے ایسے میں ابھی بھی ان کے خاندان میں لڑکے، لڑکیاں خصوصاً لڑکیوں کی شادیاں غیر خاندان یا غیر برادری میں کرنے کو برا سمجھا جاتا تھا۔ خواہ لڑکیاں گھر بیٹھی رشتوں کے انتظار میں بوڑھی ہوجائیں یا بے جوڑ شریک حیات کے ساتھ زندگی کو سزا کی مانند گزاردیں۔ اس سے کسی کو کوئی سروکار نہ تھا اگر فکر تھی تو صرف خاندانی نام نہاد "ناک" کی اور ایسے میں ان کی اپنے کلاس فیلو عارف سے کورٹ میرج اس خاندانی ناک کو کاٹنے کے مترادف تھی جس کی پاداش میں انہیں خاندان سے بے دخلی و لاتعلقی کا پروانہ ملا تھا۔ ماں، باپ، بھائی نے ان سے ہمیشہ کے لیے تعلق قطع کرلیا تھا جس کا ملال انہیں شادی کے کچھ عرصے تک بالکل نہیں ہوا مگر جب زندگی کی حقیقی صورت محبت کا نقاب الٹ کر ان کے سامنے آئی تو معلوم ہوا محبت محض چار دن کی چاندنی کے سوا کچھ نہیں، قبر کے بارے میں کہا جاتا ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، پہلی مثال سسرال کے بارے میں بھی ان کی رائے تھی کیونکہ ایک گڑھا جیتے جی ان کے نصیب میں آ گیا تھا، جہاں رات دن ان پر زبان کے چابک برسائے جاتے تھے اپنی پسند سے شادی کرنے پر ان کو ایسے ایسے شرمناک القابات سے نوازا جاتا کہ وہ شرم سے خود ہی نگاہ نہ ملا پاتی تھیں۔ عارف جنہوں نے ان کے بنا زندہ نہ رہنے کی قسمیں کھائی تھیں جو وعدے میں پورے اترے تھے مگر نرم مزاجی اور کچھ بزدل فطرت ہونے کے باعث وہ اپنے گھر والوں سے ان کو وہ حقوق نہ دلوا سکے جو بہو ہونے کے ناطے ان کے بنتے تھے کیونکہ وہ بھاگ کر آئی تھی لائی نہ گئی تھی سو کسی سے بھی وہ عزت و احترام اور رتبہ نہ پا سکی تھی جو اس کا حق تھا۔ ان کے دل جیتنے کے لیے اس نے اپنی انا و خودداری کو مار ڈالا تھا دن رات نوکروں کی موجودگی میں ان کی خدمت کے لیے مشین بن گئی تھیں مگر پھر بھی خود پر چسپاں "بھگوڑی بہو" کا لیبل نہ ہٹا سکی تھیں۔ عارف زیادتی سے باخبر تھے لیکن وہ اس کی حمایت میں لب وا کرنے سے

قاصر تھے۔ ان کے خیال میں جذبات میں آ کر انہوں نے اپنے ماں باپ، بہن بھائی کے ان ارمانوں کا خون کیا ہے جو ان کے حوالے سے ان کے دل میں موجزن تھے۔ اس وقت انہیں اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔ ایک مرد کی خاطر عورت برسوں کے رشتے و بھروسے توڑ کر اس کے ساتھ چل پڑتی ہے منزل کی تلاش میں اور وہ مرد منزل پر پہنچ کر اپنا دامن جھٹک لیتا ہے اور الزام لگاتا ہے عورت کے بہکانے کا، اسے جنت سے نکلوانے کا، اسے تو پھر جنت مل جاتی ہے دربدر وہ بے گھر تو عورت ہوتی ہے جو مرتے دم تک کسی گھر کو اپنا گھر نہیں کہہ سکتی، یا عارف کی غلطی اس کے گھر والوں نے معاف کردی تھی، وہ ان کا وہی چہیتا بیٹا اور لاڈلا بھائی تھا۔

خسارے سارے اس کے نصیب میں آئے تھے، اسے ان لڑکیوں پر رشک آنے لگا تھا جو بابل کی دعاؤں تلے رخصت ہوتی ہیں ان کے پاس اختیار ہوتا ہے سسرال کے ظلم و ستم میکے میں بتانے کا، اپنی حیثیت منوانے کا اور شاید ایسی لڑکیوں کی زندگی اس طرح اجیرن ابھی نہیں کی جاتی، جس طرح ہم جیسی ناعاقبت اندیش لڑکیوں سے نفرت و حقارت آمیز سلوک کیا جاتا ہے جو جذباتی خواہشات کی تابع ہوکر ماں باپ کی محبت و اعتماد کو قدموں میں روند دیتی ہیں۔ بھائیوں کے فخر و مان کو چکنا چور کرکے بہنوں کے مستقبل کو داؤ پر لگا کر خوشیوں کی سیج پر راج کرنا چاہتی ہیں، جو سب لاحاصل رہتا ہے عزت و محبت سے محروم رہتا ہے وہ بھی اپنی ذات کے افتخار، شخصیت کی معتبری کے لیے ترس گئی تھیں۔ دو سال ان بے حس و سنگدل لوگوں کے درمیان رہنا انہیں صدیوں کے برابر لگا تھا حسان کی پیدائش پر عارف کی سوئی ہوئی محبت جاگ اٹھی تھی وہ خاموشی سے بیوی اور بچے کے ہمراہ علیحدہ فلیٹ لے کر رہنے لگے تھے اس اقدام پر ان کے گھر والے ان سے رشتہ توڑ بیٹھے تھے انہوں نے پروا نہ کی تھی حسان کی پیدائش نے جو احساس دلایا تھا۔ ممتا اور ممتا کی شدت کا وہ اپنے گناہ پر نادم تو بہت پہلے ہونے لگی تھی جن کی رسوائی کا سبب ان کی کورٹ میرج بنی تھی، عمیر کی آمد نے انہیں بے قرار کردیا تھا احساس دلا دیا تھا کہ ماں باپ کتنی انمول نعمت ہیں انہوں نے انہیں دکھی کرکے ناراض کرکے اپنے اللہ کو ناراض کر ڈالا ہے جب تک والدین معاف نہیں کریں گے ان کا رب بھی معاف نہیں دے گا۔

عارف نے بھی اس کے ساتھ مل کر ان لوگوں سے ملنے اور معافی مانگنے کی بہت کوشش کی مگر اس گھر کے دروازے اس پر بند ہی رہے تھے۔ پھر جب اماں بستر مرگ پر پڑیں تو کئی سال بعد اس نے چوروں کی طرح اس گھر میں قدم رکھا، جہاں وہ بھی بے فکرے کدکڑے لگاتا پھرتا تھا اب اس جگہ پر قدم شرم و پشیمانی کے بوجھ سے لرز رہے تھے۔

اماں کے بعد ابا نے بھی مرنے سے قبل فراخدلی سے اس کی خطا معاف کردی تھی۔ بھائی نے بھی دل کے دروازے کھولے تھے یا نہیں؟ مگر گھر کے دروازے اس کے لیے کھول دیے تھے ماں باپ کے مختصر ملن اور ابدی جدائی کے غم نے اس کے اندر پچھتاوں و محرومیوں کے دبیز سناٹے اس کی روح تک اتار دیے تھے۔ عمیر کی پیدائش کے بعد نورالعین کی آمد نے ان کی زندگی مکمل کردی تھی، عارف بیٹی کو پاکر بہت خوش تھے لیکن وہ مسکرا بھی نہ سکی تھیں۔ بیٹی کی خوشی عارف نے بہت دھوم دھام سے منائی تھی، وہ اپنے گھر والوں کو منا کر لے آئے تھے لیکن اس بار وہ اس کی ڈھال تھے سو کسی کو بھی اس سے بدتمیزی کرنے

کی جرات نہ ہوئی تھی وہ منہ پھلائے تقریب میں پھرتی رہی تھیں۔

بھائی جان اور بھابھی نے اس تقریب میں شرکت نہیں کی تھی نہ معلوم وہ اسے دل سے معاف نہ کر سکے تھے یا سچ مچ بے حد مصروف تھے ان کے درمیان حائل ہونے والے فاصلے عارف کی اچانک ہونے والی ڈیتھ بھی ختم نہ کر سکی تھی۔ شروع شروع میں بھائی جان نے مالی امداد کرنے کی پیشکش کی تھی مگر عارف اپنے پیچھے مضبوط بینک بیلنس چھوڑ گئے تھے جس نے انہیں کسی سے بھی مالی مدد لینے سے محفوظ رکھا تھا وقت نے سب کو ہی اپنے چکر میں ایسا الجھایا تھا کہ کسی کو فارغ نہ چھوڑا تھا فون یا موبائل پر کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی بھائی و بھابھی کو آئے مدت ہو چکی تھی وہ بھی تین سال قبل ایک ہفتے کے لیے بڑے بھتیجے عامر کی شادی پر گئی تھیں نینی اور عمیر کے ہمراہ حسان ان دنوں ملک سے باہر تھا ویسے بھی اس کا جھکاؤ ننھیال سے زیادہ ددھیال کی طرف تھا تین سال بعد قندیل کی آمد انہیں خزاں میں بہار کی مانند لگی تھی۔

❊✿✿❊✿

"ہیلو آنٹی! حسان گھر پر ہے؟"
سیاہ ٹراؤزر اور ریڈ شرٹ میں وہ ہنستی مسکراتی شوخ لپ اسٹک جس کے حسین چہرے پر نمایاں تھی وہ لڑکی عشرت سے مخاطب ہوئی تھی۔

"ہاں بیٹھو بیٹی! وہ اوپر ہے بلاتی ہوں۔"

"آنٹی! پلیز جلدی دیر ہو رہی ہے۔" وہ بیٹھتے ہوئے بولی۔ عمیر نے اندر آتے ہوئے اسے دیکھ لیا تھا وہیں آ گیا۔

"ہائے۔" اس نے شانے پر بڑے بالوں کو جھٹکتے ہوئے ادا سے کہا۔

"ہائے ہائے! آپ پر مرجانے کو دل چاہتا ہے۔" دل پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔

"مرجاؤ......" وہ شوخی سے بولی۔

"آپ بھی ساتھ دیں تبھی مرنے میں کیا مزا آئے گا۔"

"اچھا......! ابھی حسان کو بتاتی ہوں۔"

"شہور...... شہور پلیز، جب تک بھائی کو نہ بتائے کی ہمارا رشتہ ہو بھی نہیں سکتا۔" وہ شانے اچکا کر بھولے پن سے بولا۔

"حسان کے سامنے بالکل معصوم بن جاتے ہو۔" اس نے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا تھا اسی دم نکھرا نکھرا سا پینٹ کوٹ میں ملبوس حسان وہاں آ گیا تھا۔ عمیر یکدم شریف بن گیا۔

"تمہیں معلوم ہے حسان! یہ ابھی کیا کہہ رہا تھا؟" اس نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا۔ عمیر کی جانب حسان کی پشت تھی عمیر نے فوراً ہی ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"ہوں...... کیا؟" حسان نے چونک کر پوچھا تھا۔

"بہت تعریف کر رہا تھا تمہاری۔ بہت محبت کرتا ہے۔"

"ارے بیٹھو! میں کافی کا کہہ کر آتی ہوں۔" عشرت وہاں چلی آئی تھی عمیر وہاں سے کھسک لیا تھا حسان سمجھ گیا تھا عمیر نے کوئی شرارت کی ہوگی جو موی بات بدل گئی ہے وہ چپ رہا تھا۔

"سوری مما! ہمیں ایک پارٹی اٹینڈ کرنی ہے پہلے میٹنگ ہے وہاں جانا ہے کافی نیکسٹ ٹائم چلے گی۔" وہ عجلت بھرے انداز میں کہہ کر وہاں سے موی کے ساتھ چلا گیا تھا گیلری میں کھڑی قندیل نے بڑی حیرت سے وہ منظر دیکھا تھا وہ شخص جس کے چہرے پر اس نے بھولے سے بھی مسکراہٹ نہ دیکھی تھی اس لڑکی کے ساتھ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔ وہ مسکراہٹ جو ہر اشتعال و تحقیر سے پاک تھی اس کے چہرے کے روشن کر دیا تھا وہ بد مزاج و بد دماغ شخص کیا کسی لڑکی کے ساتھ اتنا اچھا برتاؤ کر سکتا ہے۔

"وہ لڑکی کون تھی؟"

اس سے اس کا کیا رشتہ تھا؟

بارے تجسس کے وہ ریلنگ سے آدھی لٹک گئی تھی مسکراتے باتیں کرتے وہ کار کے پاس پہنچ چکے تھے حسان نے فرنٹ ڈور کھولا۔ وہ خوبصورت چہرے والی لڑکی ایک ادائے دلربائی سے سیٹ پر بیٹھ گئی تھی اس نے آہستگی سے ڈور بند کیا تھا اور گھوم کر ڈرائیونگ ڈور کھولتے ہوئے اس کی نگاہ گیلری پر پڑی تھی قندیل سرعت سے پیچھے ہٹی تھی مگر اس کا دھانی دوپٹہ وہیں لہراتا رہا تھا۔

"کون تھی وہ لڑکی؟" اندر آ کر نینی سے سوال کیا تھا۔

"موی تھی۔ ایم بی اے کر رہی ہے ایکسپرینس کے لیے بھائی کے آفس آتی ہے یہ اس کا لاسٹ ایئر ہے۔" نینی نے اطلاع دی تھی۔

"موی...... گندا کیا نام ہے تمہارے بھائی جیسے چیز کو اس نے موم بنا دیا ہے جو شخص گھر والوں سے سیدھے منہ بات نہ کرے اس موی کے آگے موم بنا دیا ہے حیرت ہے۔" نہ چاہنے کے باوجود اس کا لہجہ طنزیہ ہو گیا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے بھائی ہم سے بہت محبت کرتے ہیں۔"

"جب ہی میں نے ان کو تم میں سے کسی کے ساتھ مسکرا کر بات کرتے نہ دیکھا۔ تم اور عمیر تو ان سے چھوٹے ہو مگر پھپھو کے ساتھ بھی ان کا انداز روڈ ہوتا ہے یہ کیسی محبت ہے دوسروں کے لیے سب کچھ، اپنوں کے لیے کچھ نہیں۔"

نینی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

اس دن وہ نینی کی منگنی کی تیاریوں میں لگی تھیں۔ قندیل نے میوزک آن کر کے لڈی کا پروگرام بنایا تھا۔ ساتھ اس نے زبردستی نینی اور عشرت کو بھی سمیٹ لیا تھا۔ عمیر تو پہلے سے ہی ایسے کاموں میں آگے آگے رہتا تھا قندیل اس کی ہم مزاج تھی اس کے آنے سے وہ کچھ زیادہ مسرور تھا کہ دونوں مل کر نت نئی شرارتیں کرتے تھے اور خوب انجوائے کرتے تھے۔

اس کی کار نہ معلوم کب آئی تھی فاسٹ میوزک کی آوازوں میں پتہ ہی نہ چلا کہ وہ کب دندناتا ہوا ادھر آیا تھا ہوش تب آیا جب اس نے کھڑے کھڑے ہی پلگ وائر کھینچا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہ؟" وہ دھاڑا تھا۔

ان کے ہاتھ اٹھے کے اٹھے ہی رہ گئے تھے عشرت خاتون نے خجل زدہ انداز میں ہاتھ پیچھے کیے تھے نینی اور عمیر کی سخت سراسیمگی کی حالت تھی۔

"ممی! آپ بھی منع کرنے کے بجائے اس فضولیات میں شریک ہیں؟" ان سے مخاطب ہوتے ہوئے اس کے لہجے میں نرمی در آئی تھی عشرت خاتون اپنی بے ساختہ بچکانہ حرکت پر خود بیٹے کے سامنے شرمسار تھیں قندیل زبردستی ہاتھ پکڑ کر لے آئی تھی۔ اس کی خوشی کی خاطر وہ کھڑی ہی ہوئی تھیں جو وہ طوفان بلا تمیز بن کر چلا آیا تھا۔

"اور تم اپنی حد سے باہر نکلنے کی کوشش مت کرو۔" اب وہ خشمگیں نگاہیں نینی و عمیر کے جھکے ہوئے چہروں پر ڈال کر درشت لہجے میں گویا ہوا تھا۔

وہ خاموشی سے مجرموں کی طرح گردن جھکا کر وہاں

سے چلے گئے تھے اس نے قندیل کو اس طرح نظر انداز کیا تھا گویا وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

"ایک منٹ حسان بھائی!" اسے جاتے دیکھ کر وہ گویا ہوئی۔

وہ رک گیا مگر پلٹا نہیں اس کی جانب پشت کیے کھڑا رہا تھا یہ انداز واضح تھا اس سے بے وقعتی و ناپسندیدگی ظاہر کرنے کا۔

"آپ کس بات پر اتنا خفا ہو رہے ہیں؟ نمی کی انگیجمنٹ کی تیاری کر رہے تھے ہم لوگ کوئی فضول بات نہیں ہے خوشیاں منانے کا اختیار سب کو حاصل ہے سب کا حق ہے۔"

وہ ایسی ہی تھی دوسروں کی خوشیوں کی خاطر ان کے حق کے لیے ڈٹ جانے والی خوشیوں و مسرتوں کو بانٹنے والی۔

"میں ایسی کسی خوشی و حق کا قائل نہیں ہوں جو دوسروں کو دکھ و پریشانی میں مبتلا کر دے۔" اس کا لہجہ دوسپاٹ تھا۔

"حسان بھائی" وہ خود اس کے سامنے آ گئی تھی۔ "آپ کو دوسروں کی بڑی فکر رہتی ہے! کبھی اپنی ماں اور بہن بھائی کی خوشیوں کا خیال نہیں آیا آپ کو؟ کیا ہنسنے مسکرانے لائف انجوائے کرنے کا حق نہیں ہے ان کو؟ لوگ جانوروں، پرندوں کو پنجرے میں قید کر کے ان کی آزادی سلب کر لیتے ہیں آپ نے ان لوگوں کو گھر میں قید کر کے زندگی کی مسرتوں سے دور کر دیا ہے۔"

"شٹ اپ۔" اس نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔ عشرت بات بڑھنے کے خوف سے قندیل کے بازو پکڑ کر وہاں سے لے جانا چاہتی تھیں مگر وہ نہیں گئی، حسان کو آئینہ دکھانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

"پھپھو! یہ سب آپ کی خاموشی کی وجہ سے ہے جو ان کی ڈکٹیٹر شپ اس گھر میں چل رہی ہے ورنہ......"

"تمہیں جب یہاں دیکھا تھا اسی وقت میری چھٹی حس بیدار ہوئی تھی اور میں سمجھ گیا تھا تم کوئی پلاننگ کر کے یہاں آئی ہو اور بہت جلد تمہارا پلان ظاہر ہونے لگا۔" اس کے لفظ لفظ میں [illegible] سرد مہری پنہاں تھی۔ وہ تو وہ عشرت خاتون بھی اس کی بدگمانی پر ششدر رہ گئی تھیں۔

"تم نے آتے کے ساتھ ہی گھر کے پرسکون ماحول میں بے اطمینانی کے پتھر پھینکنے شروع کیے عمیر اور نمی کی برین واشنگ کے ساتھ ہی ان کو ورغلانے و بہکانے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ ہمارے درمیان فاصلے آ جائیں۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور ہمارا یہ گھر کسی پرندے کے گھونسلے کی طرح تنکا تنکا ہو کر بکھر جائے گا۔ یاد رکھو! تمہارا پلان کبھی کامیاب نہیں ہوگا خواہ تم جاسوسی کرو، بدنظری کرو، کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ میری بصارت سماعت ہمہ وقت کھلی رہتی ہیں، سب پر میری گرفت قائم ہے۔" وہ کسی آتش فشاں کی طرح بلاسٹ ہوا تھا لاوے کی طرح دہکتی ہوئی اس کی بدگمانیاں [illegible] اسے جھلسا گئی تھیں۔

"قندیل بیٹا! مائنڈ مت کرنا۔"

ہتک و توہین کے احساس سے اس کے سرخ پڑتے چہرے پر دھواں دھواں ہوتی آنکھوں پر ان کی نظریں تھیں، بیٹے کی بدمزاجی و خودسر طبیعت انہیں پہلی بار بہت بری محسوس ہوئی کس سنگدلی سے وہ اس پر الزامات لگا گیا تھا جو محض اس کی ذہنی اختراع تھی۔

"پھپھو جان! یہ سب آپ کی صبر و استقامت کی وجہ سے ہے ورنہ ان کی جرات نہیں ہو سکتی تھی آپ کے سامنے زبان کھولنے کی۔ آپ نے یہ سوچ کر کہ وہ آپ کو معاشی سہارا دے رہے ہیں بزنس کر رہے ہیں ان سے باز پرس کرنا چھوڑ دی اور ان کے اندر حاکمیت بھر دی، جس سے وہ خود کو اس گھر کے بیٹے کے بجائے حاکم سمجھنے لگے ہیں۔"

بات اس نے شدید غصے میں ہی کہی تھی مگر حاکم کہنے پر باہر کھڑے عمیر اور نمی ہنستی ہوئی اندر آ گئے تھے۔

"بائی گاڈ! بالکل درست کہا ہے تم نے وہ بھائی پلس حاکم ہیں۔"

عمیر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا، وہ بھی غصے کے باوجود مسکرا دی تھی۔

"چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ عمیر ڈنر کروانے لے کر جا رہا ہے اور دیکھنا آج اس کو فقیر بنا کر نہ چھوڑا تو میرا نام بدل دینا۔"

"پرانی برگد کی چڑیل ایسی نام رکھوں گا تمہارا۔" عمیر نے اس کی چوٹی کھینچتے ہوئے کہا۔

پہلی بار ان کی کزن آئی تھی ان کے ننھیال سے جڑا ایک رشتہ قریب ہوا تھا اس تعلق سے وہ لوگ خوش تھے بھائی کا رویہ اول دن سے قندیل کے ساتھ وہ بے زار رہے تھے اور اس کے ازالے کے لیے وہ اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے تاکہ وہ محسوس نہ کرے مگر آج جس طرح سے بھائی نے اس پر الزامات کی بوچھاڑ کی تھی وہ بھی بے معنی و غلط انہیں محسوس ہوا تھا ماں کے حوالے سے جڑا یہ اکلوتا رشتہ بہت جلد ہی ٹوٹ جائے گا جو انہیں گوارا تھا نہ ان کی ماں کو ہوگا۔ اسی لیے انہوں نے منٹوں میں باہر جانے کا پروگرام ترتیب دیا تھا تاکہ وہ باہر کی تازہ فضاؤں میں سب بھول کر معاف کر سکے۔

"ممی انکل حسیب کے ہاں چلنا ہے پارٹی ہے۔" وہ کپڑے چینج کر کے آیا تو عشرت خاتون سے مخاطب ہوا تھا۔

"یہاں بھی کال کی تھی مصروفیت کے باعث نہ آنے پر معذرت کر رہی تھیں۔" ان کی بھاری آواز پر اس نے ان کی جانب چونک کر دیکھا تھا ان کی متورم آنکھیں ابھی بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ وہ شاید خاصی دیر سے روتی رہی تھیں۔

"انکل، آنٹی کا اصرار ہے نمی پارٹی میں ضرور شریک ہو۔"

"مجھ سے بھی کہا تھا مگر میں نے منع کر دیا معذرت کر لی تھی۔" ان کو اپنے بھیگے لہجے پر قابو پانے میں مشکل ہو رہی تھی۔

"کیوں؟ اس میں کیا حرج ہے ممی! اسے وہیں جانا ہے، وہ اس فیملی کی ہونے والی اکلوتی بہو ہے۔"

"اپنی پھپھوؤں و چچیوں کو دیکھا ہے، وہ یہ سن کر طوفان کھڑا کر دیں گی ابھی منگنی بھی نہیں ہوئی اور لڑکی سسرال چلی گئی میں تو ویسے بھی رسوا ہوں لیکن اپنے بچوں کی جانب میں کوئی انگلی اٹھتی ہوئی برداشت نہیں کروں گی۔" ان کا انداز دو ٹوک تھا۔

"ٹھیک ہے جو آپ مناسب محسوس کریں، وہ کریں، کل پھر تیار رہیے گا۔"

"اگر تم اجازت دو تو میں ساتھ قندیل کو لے لوں؟ وہ حسیب سے ملنا چاہتی ہے نمی کی کزن اور دوست ہونے کے ناطے اس کی یہ خواہش ناجائز تو نہیں ہے شاید......" ان کا انداز بکھرا بکھرا پرسوز تھا حسان مزید برداشت نہ کر سکا اور قریب آ کر ان کے شانوں پر بازو رکھ کر بولا۔

"کیا ہوا ہے ممی! آپ ناراض ہیں؟ ابھی آپ نے کیا کہا کہ اگر میری اجازت ہو تو آپ قندیل کو پارٹی میں لے جائیں؟ اس سے قبل بھی آپ کو مجھ سے کسی کام کے لیے یا آنے جانے کے لیے اجازت

دوچار ہوئی ہے؟ یہ سب چند دنوں سے ہو رہا ہے۔

"ہاں ہاں کیونکہ وہ جب سے قندیل یہاں آئی ہے تب سے ایسا ہو رہا ہے اس نے آتے ہی ہمارے کان بھرنے شروع کر دیئے وہ کسی پلان سے آئی ہے ہم سب کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کا۔" ان کے آنسو پھر بہنے لگے تھے حسان نے شکوہ کناں نظروں سے ان کی جانب دیکھا تھا جو اس وقت ماں سے زیادہ میکہ پرست وہ روایتی عورت لگ رہی تھی جو ہر شے سے زیادہ میکے کی عزت مقدم رکھتی ہیں۔

"وہ میکہ جہاں مجھے پھولوں کی طرح رکھا جاتا تھا' اپنی کم عقلی اور بدبختیوں کی وجہ سے جس کو میں چھوڑ آئی تھی میرے پیچھے سب بدل گئی تھی ان لوگوں نے بلند ظرف و فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے مجھ سی بدبخت کو معاف کر کے سینے سے لگایا تھا اس لیے کہ وہ میرے اپنے تھے میں جن کا خون تھی اور برسوں بعد میرے اپنوں میں سے ایک وہ یہاں آئی ہے تو تم نے اس پر الزامات برسا دیئے۔"

وہ اپنی حیرت سمیٹے ان کو شاکی نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ ماں جو صرف چند وہ جملے بولنے کی عادی تھی جو وہ روز مرہ سننے کا عادی تھا۔

"بیٹا انیا کر آ جاؤ آج چائے کے ساتھ بڑا اہتمام کیا ہے۔ آفس سے آنے میں دیر کیسے ہو گئی؟ نینی نے فروٹ چاٹ بنایا ہے رات کھانے پر تمہاری پسندیدہ ڈش بنا رہی ہوں کھانا باہر مت کھانا۔" یہ وہ جملے تھے جو وہ سننے کا عادی تھا جو بہت نرم و شیریں لہجے میں کہتے تھیں اور اب اسی لب و لہجے سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔

"ممی! وہ الزام نہیں حقیقت ہے میں نے خود سنا ہے۔"

"یہ الفاظ تمہارے نہیں آپ کے ہیں۔ اس نے ہی اس دن آگ لگائی تھی۔" نینی کی محبت کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ قندیل کے لیے اس کے اندر نفرت مزید بڑھ گئی تھی اس کی نگاہوں میں وہ بہت شاطر و مکار تھی۔

"آپ مجھے اس قدر بدعقل سمجھتی ہیں جو کسی کی باتوں میں آؤں گا؟"

عشرت نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے چہرے پر خفگی بدستور تھی اور کچھ بھی تھا وہ سنجیدہ رکھ رکھاؤ الگ تھلگ رہنے والا فرزند ماں کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکا دھیمے سے مسکرا کر گویا ہوا تھا۔

"او کے ممی! آپ میری صاف گوئی سے ہرٹ ہوئی ہیں میں آپ سے معذرت کرتے ہوئے اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔" وہ بھی بیٹے کی ادا ہی پر سب بھول کر مسکرا دی تھی۔

لیمن اینڈ بلیک کلر کمبی نیشن والے سوٹ میں اس کی موتیا جیسی رنگت خوب کھل رہی تھی نازک سی جیولری اور میرون لپ اسٹک نے اس کی دلکشی کو دوبالا کر دیا تھا' عشرت لائٹ اسکائی کلر کی ساڑھی میں سادہ سا جوڑا باندھے بہت پروقار لگ رہی تھی ان کے اصرار اور دل میں حسیب سے ملنے کی خواہش میں وہ چلی آئی تھی۔

حسیب پیلس کے وسیع و عریض لان میں ہی پارٹی کی ارینجمنٹ بہت خوب صورت طریقے سے کی گئی تھی ان کو بڑی محبت سے ویلکم کیا گیا تھا۔

"اسی پارٹی میں چار چاند لگ جاتے اگر آپ ہماری بہو کو لاتیں۔"

ان سے ملتے ہوئے نینی کی ساس نے شگفتگی سے کہا تھا۔

"بعض اوقات کچھ خاندانی روایات کی خاطر

خواہشوں کو دبانا پڑتا ہے ایسی ہی کسی مصلحت کے تحت میں مجبور ہوتی ہوں ورنہ نمی کے آنے میں کوئی حرج نہ تھا۔" عشرت نے بہت خلوص سے مجبوری بیان کی۔

"یہ بات آپ کی بالکل درست ہے مسز عارف! ہم خواہ کتنے ایڈوانس ہوجائیں کتنی ترقی کرلیں مگر خاندانی وقار کے لیے ایسے اقدام اٹھانا ہی پڑتے ہیں میں نے بھی فیصلہ کرلیا ہے اب کوئی بھی پارٹی اسی وقت ہوگی جب میری بہو یہاں آچکی ہوگی۔"

بیٹی کے اچھے نصیب پر عشرت تہہ دل سے رب کی شکر گزار تھی جس نے محبت و قدر کرنے والے لوگ نمی کے مقدر میں لکھے تھے۔

"بیٹا! آپ ہم بوڑھوں میں بیٹھ کر بور ہوں گی ینگ جنریشن میں بیٹھ کر انجوائے کریں۔" حسیب کی مما اس سے مخاطب ہوئی تھیں۔

"یہ تو آنے کو تیار نہ تھی زبردستی لے کر آئی ہوں کہ آپ نے بے حد اصرار کیا تھا ساتھ لانے کے لیے۔"

"آپ نہیں آتیں تو میں بہت مائنڈ کرتی۔" وہ قندیل سے خلوص آمیز لہجے میں بولی تھی پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سمت لے آئی تھی جہاں ان کی بیٹیاں مائرہ اور سائرہ اپنی فرینڈز اور کزنز کے ہمراہ خوش گپیوں میں مصروف تھیں انہوں نے اسے ویلکم کہا تھا لمحوں میں ہی وہ ان سے گھل مل گئی تھی اپنے شوخ انداز اور ملنسار طبیعت کے باعث وہ ہر جگہ فٹ ہوجاتی تھیں مائرہ کی کسی بات پر ہنستے ہوئے اسے کسی کی گہری نگاہوں کا احساس ہوا تھا اس نے فوراً مڑ کر دیکھا تھیل سے کچھ فاصلے پر حسان کھڑا کسی سے گفتگو کررہا تھا اور گاہے بگاہے اسے دیکھ رہا تھا نہ معلوم اس کی سرد مہر نگاہوں میں ایسی کوئی تپش تھی کہ لمحے بھر کو اس کا دل سہم اٹھا تھا۔ پھر وہ قہقہے نہیں لگا سکی تھی۔ وہ

اور عشرت اسی کے ساتھ آئی تھیں جو یہاں آتے ہی لوگوں میں گم ہوگیا تھا تیمیر کو اس نے کتنا کہا ساتھ آنے کو مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی۔

"یار! سمجھا کرو وہاں ایک سے ایک بڑھ کر ایک حور شمائل ہوگی دل کو کس طرح سنبھالوں گا؟ فری ہوتا تو ور کنار بھائی کی وجہ سے میں حسین نظاروں سے آنکھیں بھی نہ سینک پاؤں گا پھر جانے کا فائدہ ہی کیا؟"

اور وہ اسے برا بھلا کہہ کر چلی آئی تھی۔

"اونچے اونچے قہقہے لگانا کوئی مہذب طریقہ نہیں۔ یہ خیال رکھو یہ نمی کا سسرال ہے۔"

اسے تنہا دیکھتے ہی موقع پا کر وہ آکر اپنے مخصوص لٹھ مار انداز میں گویا ہوا قندیل مارے ہتک کے سرخ پڑ گئی تھی۔

"کیا راز و نیاز ہورہے ہیں کام یڈم؟ ہمیں نہیں ملواؤ گے ہماری ہونے والی بھابھی سے؟" وہ حسان کا دوست تھا جو دور سے اسے سرگوشی کرتے اور جواباً قندیل کی سرخ پڑتی رنگت پر غلط فہمی کا شکار ہوا تھا۔

حسان اس کی غلط فہمی پر بری طرح بوکھلا گیا تھا اور قندیل وہاں رکی نہیں تھی سیدھی عشرت کے پاس آگئی تھی۔

"میں تمہارے پاس ہی آرہی تھی نمی کی ساس کسی کام سے اندر گئی ہیں۔ حسیب سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟"

عشرت بہت خوش تھی یہاں جو ان کو پذیرائی و فوقیت ملی تھی حسان کی ماں اور نمی کے حوالے سے اس نے ان کی رگ رگ میں آسودگی بھردی تھی ہر ماں کی طرح وہ بھی بیٹی کے شاندار مستقبل سے مسرور تھی۔

"ابھی نہیں ہوئی۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی تھی۔

"ارے تمہیں کیا ہوا یہ چہرہ اس قدر اترا ہوا کیوں ہے؟" اس کے مرجھائے ہوئے چہرے پر نگاہ پڑی تو پریشانی سے گویا ہوئی۔

"کچھ نہیں...... میں ٹھیک ہوں۔"

"نہیں کچھ ہوا ہے۔ کچھ دیر قبل تمہارا چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔"

"آپ پریشان مت ہوں کچھ ہوا بس معمولی سا سر میں درد ہورہا ہے۔" ان کو ایک دم ہی پریشان ہوتے دیکھ کر اسے اپنے اندر ہی جنگ سے چند لمحوں کے لیے فرار حاصل کرنا پڑا وہ جبراً مسکرائی تھی۔

"لگ گئی نہ نظر...... مجھے یہی فکر ہورہی تھی ماشاء اللہ بہت پیاری لگ رہی ہو کتنے لوگوں نے تمہارے بارے میں پوچھا سب یہی سمجھ رہے ہیں تم میری ہونے والی بہو ہو۔"

شاید وہ نادانستگی میں اتنی بڑی بات کہہ گئی تھی یا اتنے لوگوں کو پوچھنے پر ان کے دل کی آرزو لبوں پر آ گئی تھی جس کا اظہار کرتے وقت انہیں احساس بھی نہیں ہوا تھا حسان بھی اسی لمحے وہاں آ گیا تھا قندیل کو اس کا یہ سننا برا لگا تھا۔ کم از کم ایسی باتیں اس کی سماعت تک نہیں جانی چاہئیں تھیں جو پہلے ہی اپنی وجاہت و اسمارٹنس کے زعم میں مغرور تھا۔

"حسان! قندیل کے سر میں درد ہے اسے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔" وہ اسے قریب دیکھ کر پریشانی سے بولیں۔

"معمولی سا درد ہے گھر جا کر ٹیبلٹ لے لوں گی آپ فکر مت کریں۔"

اس کی گندی ذہنیت دکھ پہنچانے والی باتوں سے وہ اس قدر متنفر ہوئی تھی اس کی صورت دیکھنے کی روادار نہ تھی کجا کہ تنہا ساتھ جانا۔ اس نے انکار کردیا تھا حسان نے گہری نگاہ اس پر ڈالی پھر بولا۔

"یہاں پارٹی میں کئی ڈاکٹرز موجود ہیں انہیں......"

"نو تھینکس مجھے ضرورت نہیں ہے۔" وہ بات قطع کرکے سرد مہری سے بولی تھی حسان کے پیچھے ہی حسیب چلا آیا تھا۔ اسمارٹ اور خوش مزاج حسیب حسان کا ہی ہم عمر تھا مگر مزاج میں اس کی ضد تھا۔ کافی دیر تک بیٹھا وہ ان سے گفتگو کرتا رہا تھا۔

موی حسیب کی کزن تھی وہ لیٹ آئی تھی۔

ریڈ ساڑھی پر گولڈن فینسی ورک تھا نفاست سے کیے گئے میک اپ گلے میں نیکلس کانوں میں سرخ پرل کے لمبے لمبے آویزے اس پر جچ رہے تھے گولڈن کلری بال اس کے شانے پر بکھرے ہوئے تھے وہ ہیلو ہائے کرتی سیدھی ادھر ہی آ گئی تھی پھپھو کو سلام کیا تھا۔ اس نے بھی سرسری طور پر ہاتھ ملایا تھا۔ بہت تمکنت و نخوت بھرے انداز میں۔

"اوہ تو آپ ہیں حسان کی لاہور سے آنے والی کزن۔" اس نے تیکھی نظروں سے اس کا گہرا جائزہ لیا تھا اور پھر اس طرح بڑھ گئی جہاں حسان، حسیب اور اس کی کزنز کے درمیان کھڑا تھا۔

حسان کے مس بی ہیویئر سے اس کے نازک احساسات پہلے ہی بری طرح گھائل ہوئے تھے وہ اسی ٹائم وہاں سے مارے غصے کے چلی آئی تھی اسے نہیں معلوم اس نے کیا کہہ کر اپنے دوست کی غلط فہمی دور کی تھی ذہنی کوفت سے دوسری بار اسے تب دوچار ہونا پڑا تھا جب پھپھو نمی کی سسرالی خواتین کے قیاس دہرا رہی تھیں جو وہاں آتے حسان نے سنے تھے اور ان سنی کردیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا لوگوں کو دوسروں کے بارے میں اتنی فکر کیوں رہتی ہے اس کھوج میں کیوں رہتے ہیں کہ کوئی کون کے ساتھ ہے تو کیوں ہے؟ جب سب کو معلوم ہوگیا تھا وہ ان کے

بھائی کی بیٹی ہے تو پھر یہ قیاس کرنا ضروری تھا کہ وہ ان کی ہونے والی بہو ہے شائزہ اور سائرہ نے بہت چاہا کہ وہ ان کے ساتھ بیٹھے مگر وہ نہیں مانی تھی جب دل یا ناگوار اور باتوں کا بوجھ بڑھ جائے تو پھر ہر شے سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے اور اس بوجھ میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب اس نے حسان وحسیب کے سنگ بیٹھ کر موی کے بلند بانگ قہقہوں کی آوازیں یہاں بیٹھے بیٹھے سنی تھیں حسان کے چہرے کی مسکراہٹ نے اسے پوری طرح اس سے بدظن کر ڈالا تھا۔ منافقت وخود پسندی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

راستے میں وہ بالکل خاموش بیٹھی رہی حسان کی جانب ایک دفعہ بھی نہ دیکھا تھا جو ڈرائیونگ کے دوران بیک مرر میں نظر آتے اس کے عکس کو کئی بار دیکھ چکا تھا۔ فرنٹ سیٹ پر براجمان عشرت حسیب اور اس کی فیملی کی خوش اخلاقی ومہمان نوازی کے گن گا رہی تھیں۔ گیرج میں کار رکتے ہی وہ تیزی سے اتر کر اندر آ گئی تھی پیچھے آتی عشرت نے تنفی سے کہا تھا وہ چائے کے ساتھ اسے سر درد کی ٹیبلٹ دے اور خود نے اس کی نظر اتاری تھی۔

مگر معاملہ نظر کا نہیں دل کا تھا وہ اس کی ہر تذلیل، ہر الزام برداشت کرتی رہی تھی محض پھپھو کی خاطر جن کی یہی کوشش ہوتی تھی وہ خوش رہے اور ایسی کوئی بدمزگی یا دل آزاری نہ ہو جو ان کے درمیان فاصلوں کا باعث بنے ان کی احساسات وجذبات سے قطع نظر حسان کا رویہ اسے یہاں سے بھگانے کا تھا اور اس نے آج جو اس نے بات کی تھی وہ اسے بھول نہیں رہی تھی دل تھا کہ بھر بھر آ رہا تھا وہ رونا چاہتی تھی آنسوؤں کا گولہ سا اس کے حلق میں اٹک رہا تھا۔

اس نے برابر میں نینی کی جانب دیکھا وہ بے خبر سو رہی تھی۔ اس کے خوبصورت چہرے پر آسودگی پھیلی ہوئی تھی اس پر رضائی ڈال کر وہ باہر آ گئی اور لان کے اس گوشے میں بیٹھ گئی جو درختوں کے بڑے پتوں سے گھرا ہوا تھا وہاں نصیب لکڑی کی بنچ پر وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر رو دی تھی۔ کتنے شوق ومحبت سے وہ یہاں آئی تھی پھپھو کو وہ اس عمر سے پسند کرتی تھی جب شعور آگہی کی منزل سے ناآشنا تھی۔ خوبصورت چہرہ وباوقار شخصیت والی عشرت خاتون جو سالوں میں چند دن کے لیے ان کے ہاں آتی تھیں ان کتنی کے دنوں میں سالوں کی محبت ان میں بانٹ جاتی تھیں خصوصاً اس سے تو بہت زیادہ پیار کرتی تھیں تحائف بھی زیادہ لاتی تھیں اعمیر نینی سے بھی اس کی خوب بنتی تھی وہ سب مل کر خوب شرارتیں کرتے تھے حسان ان کے ساتھ نہیں آتا تھا کبھی اس کے ایگزامز ہو رہے ہوتے یا کبھی کسی کورس کے سلسلے میں وہ مصروف ہوتا اور کبھی آتا بھی تو ایک دن سے زیادہ ٹھہرتا نہیں تھا وہ لوگ سمجھتے تھے مصروفیت کے باعث وہ ایسا کرتا ہے مگر اب یہاں آ کر اس نے محسوس کیا وہ مصروفیت نہیں نفرت کے باعث تھا۔

ایسا کیوں تھا؟ وہ اس کا جواب نہیں پاتی تھی۔

حسان کھڑکی بند کرنے کے لیے اٹھا تھا جب اس لان میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے قدرے جھک کر دیکھا تو آف وائٹ دوپٹہ لہراتا ہوا دکھائی دیا ساتھ وہ بھی جو گھٹنوں میں چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔ اس نے پہلے تو نظرانداز کرنا چاہا مگر اندر ہونے والی ایک بے نام سی بے چینی نے اسے نیچے لان میں آنے پر مجبور کر دیا۔ قریب جانے پر سنائی دیئے والی دبی دبی سسکیوں نے اسے ساکت کر دیا تھا۔

قدموں کی آہٹ پر اس نے چہرہ اٹھایا وہ سامنے کھڑا تھا حیرانی وپریشانی اس کی سحرانگیز آنکھوں سے عیاں تھی، لمحے بھر کو نگاہوں کا تصادم ہوا تھا ان بھیگی بھیگی سرخ آنکھوں میں ہر بہی صاف رقم تھی۔

''یہ آدھی رات کو رونے کا سبب؟'' اسے کھڑا ہوتے دیکھ کر وہ گویا ہوا۔

''یہاں رونے کے لیے بھی پرمیشن لینی پڑتی ہے؟''

''نہیں، لیکن اس طرح رونا کسی مہمان کا میزبان کے لیے پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔'' اس کے انداز پر وہ بے ساختہ مسکراتا ہوا بولا۔

''ہونہہ مہمان وبال جان کہیے۔''

''یہ میں نے کب کہا؟'' اس کے بھاری لہجے میں حیرانگی کا عنصر تھا۔

''پہلے دن جو آپ سے ٹکراؤ ہوا تھا محض اتفاق تھا لیکن آپ نے اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا اور پھر نہ معلوم کیوں آپ مجھے نہ جانے کیا سمجھنے لگے؟''

جو کہنا ہے صاف کہو میں اس طرح کی گفتگو سمجھ نہیں پاتا ہوں۔'' اس کے انداز مخصوص پتھریلی سنجیدگی در آئی۔

''میرے بارے میں آپ کا خیال ہے میں کوئی خطرناک عزائم لے کر آپ کے گھر میں آئی ہوں جیسے کوئی ملک دشمن ایجنٹ تخریب کاریاں کرنے آتے ہیں؟ مائنڈ اٹ ایسا کام میں نہیں آپ اپنے گھر میں رہ کر خود کر رہے ہیں۔'' اس نے یہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جانے سے قبل اس کی طبیعت بھی صاف کرنی ضروری تھی۔ وہ اس سے نہ سہی مگر گھر والوں سے رویہ درست کرے۔

''آپ اس دنیا میں انوکھے شخص نہیں ہیں جن کے کاندھوں پر والد کی ڈیتھ کے بعد ذمے داریوں کا بوجھ پڑ گیا ہو بے شمار لوگ ہیں ایسے جو اس طرح کے پرابلمز فیس کرتے ہیں بزنس بھی کرتے ہیں اور اپنی پرخلوص محبت اور اپنائیت سے مورال سپورٹ بھی دیتے ہیں آپ نے بھی سب دیا ہے مگر کسی جبری مشقت وبوجھ کی طرح جو کسی بھی محبت خلوص واعتماد کی سرشاری سے دور ہے۔''

رات کے اس پہر جب چاند آسمان کے وسط میں چمک رہا تھا ٹھنڈی ہوائیں پھولوں کی خوشبوؤں سے بوجھل تھیں ماحول پر رات کی خاموشی چھائی ہوئی خوابناک بنا رہی تھی وہ ہونٹ بھینچے اسے سن رہا تھا۔

''بھائی آپ جیسے نہیں ہوتے جن کے قدموں کی آہٹوں سے بہن بھائی سہم جائیں کیا کسی بیٹے کو یہ زیب دیتا ہے کہ ماں کی عظمت ورتبہ بھلا کر ان پر رعب رکھے؟ آپ نے اپنے طرز عمل پر غور کیا ہے؟ ابھی بھی وقت ہے دیانتداری سے اپنا محاسبہ کیجیے کہ آپ کیا کھو رہے ہیں اور کیا پا رہے ہیں؟ گھر میں محبت واپنائیت سے گونجنے والے قہقہے اچھے لگتے ہیں یا سہمے ہوئے افسردہ خاموشیاں وسناٹے؟ سوچیے اپنے طرز عمل کے متعلق۔''

وہ لاپروا کھلنڈری سی لڑکی جس کا کام بے تحاشہ ہنسنا وشوخیاں کرنا تھا اتنی حساس ہوگی اسے امید نہ تھی وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔

⌘❖❖⌘❖

اس نے پھپھو کی لاعلمی میں پاپا کو کال کر دی تھی دوسرے دن عامر لینے آ گیا تھا پھپھو نینی عمیر سب نے ہی کتنا چاہا کہ وہ زیادہ نہیں تو کم از کم نینی کی ایک ہفتے بعد ہونے والی منگنی تک رک جائے لیکن اس کا دل لمحے بھر کو یہاں رکنے کے لیے راضی نہ تھا جہاں اس مغرور وانا پرست سے صبح وشام سامنا ہونا لازمی تھا اور وہ اب اس کے سائے سے بھی متنفر ہو چکی تھی۔

گھر آ کر پاپا ومما کے سینے سے لگ کر نہ معلوم احساس کے تحت وہ رو پڑی تھی شرین بھابھی عابد

بھائی سب ہی اس سے اس تپاک سے ملے جیسے وہ سال بعد لوٹی ہو پاپا تو خاصی دیر تک اسے سینے سے لگا کر بیٹھے رہے تھے۔

"کاش! میں بھی آپ کی بیٹی ہوتا پاپا! تو مزہ آجاتا۔" "پاپا نہیں مگر مما تو تم کو اپنی بیٹی ہی سمجھتی ہیں۔ جیلس کیوں ہوتے ہو سویٹ برادر۔" قندیل نے اسے چڑایا۔

گھر آ کر وہ حسان کے تصور سے بچنے کو خاصی حد تک بھلا چکی تھی۔ دن آسانی سے گزر جاتا عامر سے نوک جھونک مما سے باتیں اور بھابی سے گپ شپ میں ٹائم گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا البتہ رات کو کسی پہر آنکھ کھل جاتی تو خود بخود ہی اس کی باتیں کڑوی کسیلی سی ذہن میں گونجنے لگتی تھیں پھر نیند تو گویا روٹھ جاتی کس قدر زور آور ہوتی ہے معتبر ہونے کی چاہ۔ تحقیر وارزاں ہونے کا زہر محبت کے تمام امرت کو زہریلا کر ڈالتا ہے لوگ کس طرح آپس میں نفرتوں کے بند حسن باندھ کر جی لیتے ہیں؟ کس طرح کسی کی تحقیر کر کے خوش رہتے ہیں؟

اسے کتنے لوگوں کی محبتوں وچاہتوں کی چھاؤں نصیب تھی۔ وہاں پھپھو ہتھیلی پر رکھتی تھیں یہاں مما پاپا و بھائیوں کی آنکھوں کا نور تھی ان بے شمار محبتوں پر اس شخص کی نفرت اسے بہت بھاری محسوس ہوتی تھی۔

نینی کی منگنی کا دن بھی آ کر گزر گیا وہ چاہنے کے باوجود نہیں گئی تھی وہاں سے کئی کالز آتی رہی تھیں اس کی ناں، ہاں میں نہ بدلی تھی گھر سے مما پاپا گئے تھے وہ بھابی کے پاس رہی اس دن وہ رات تک باہر رہی تھی کتنی خواہش تھی اس کی نینی کو دلہن بنتے دیکھنے کی جو خواہش ہی رہی تھی دوسرے دن اس نے نینی کو کال کی تاکہ معلوم کر سکے منگنی کی تقریب کیسی رہی۔ شدید خفگی کے باعث اس نے کال ریسیو نہیں کی اس سے مایوس ہو کہ عمیر کو کال ملائی تاکہ وہ فوٹوز کی بات کرے۔

"عمیر! کہاں مر گئے ہو؟ میں کب سے کال کر رہی ہوں۔"

بار بار کال ملانے پر اس نے کال ریسیو کی تو وہ غصے سے گویا ہوئی۔

"عمیر نہیں ہے۔" دوسری جانب سے وہ ہی مخصوص سرد وسپاٹ لہجہ ابھرا اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔ وہ سن سی کھڑی رہ گئی۔ وہ دلوں کو توڑ کر مسرور ہونے والا شخص نہ معلوم کن کے جذبات کو روند کر اسے کیا خوشی حاصل ہوتی تھی ایسا روکھا جواب تو کسی اجنبی کو بھی نہیں دیا جاتا بیگانوں سے بھی لحاظ و مروت سے بات کی جاتی ہے وہ تو پھر اس کی کزن تھی خواہ ناقابل برداشت ہی سہی۔

دل تو پہلے ہی منگنی میں نہ جانے پر افسردہ تھا اس افسردگی کو [illegible] نے اور بڑھاوا دیا تھا رہی سہی کسر اس بے حس نے پوری کر دی تھی وہیں صوفے پر بیٹھ کر وہ رونے لگی تھی۔

"قندیل! قندیل عمیر کا فون ہے...... ارے تم رو کیوں رہی ہو؟" بھابی پکارتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھیں اسے زور وشور سے روتے ہوئے دیکھ کر پریشانی سے گویا ہوئی تھیں۔

"تمہارے بھائی سمجھتے کیا ہیں خود کو؟ انہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔" وہ بھابی سے سیل لے کر غصے سے گویا ہوئی تھی "بات کرنے کے کچھ مینرز بھی ہوتے ہیں اس طرح سر جھاڑ منہ پھاڑ جواب کوئی دیتا ہے بھلا۔"

دوسری جانب سے جواب نہیں آیا تھا بھابی اس کے قریب بیٹھ گئی تھیں۔

"ہاں۔ ہاں کہو اب خاموش کیوں ہو؟ تم تو اپنے بھائی کی سائیڈ لو گے تمہیں وہ غلط کب لگتے ہیں وہ جو

کچھ کریں تمہیں درست لگتا ہے۔"

"ایکچوئیلی جس وقت آپ کی کال آئی تھی میں اس وقت میٹنگ میں تھا عمیر اپنا سیل میرے پاس بھول گیا ہے میں گھر جا رہا ہوں وہاں جا کر آپ کی بات کروا دیتا ہوں اوکے۔" سیل آف ہو چکا تھا۔

اتنا شائستہ لہجہ ایسا مہذب ونرم انداز اسے اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ابھی کچھ دیر قبل ہی تو وہ اس کا کھردرا وسخت لہجہ سن چکی تھی۔

"بھابی! آپ تو کہہ رہی تھیں عمیر کی کال ہے؟" وہ سخت بوکھلا اٹھی۔

"اسکرین پر نمبر ونام عمیر کا ہی آ رہا تھا۔"

"اچھا! حسان بھائی نے عمیر کے ہی سیل سے کال کی ہو گی ان کے پاس میرا سیل نمبر نہیں ہے یہ تو اچھا نہیں ہوا میں نے عمیر سمجھ کر بہت برا بھلا کہہ دیا۔" اس وقت اسے حقیقتاً از حد شرمندگی محسوس ہو رہی تھی ویسے روبرو وہ اسے بہت برا لگتی رہی تھی مگر اس انداز میں لحاظ واحترام موجود ہوتا تھا اب مارے غصے وخجالت کے وہ بہت کچھ کہہ گئی تھی جواب شدید تر پچھتاوے کا باعث بن رہا تھا بھابی کے استفسار پر انہیں مکمل بات بتا دی۔

"یہ تو بالکل افسانوی سین ہو گیا اور حسان کی پرسنالٹی وانداز بھی ہیرو کی طرح ہی ہے عموماً لڑکیاں ایسے ہی ہیروز کو پسند کرتی ہیں۔" وہ شوخ ہوئی۔

"بہت غلط کرتی ہیں لڑکیاں، ایسے لوگوں کو مسترد کر کے خوش مزاج و خوش اخلاق انسان کے ساتھ زندگی گزارنا پھولوں کی ہمسفری ہوتی ہے ایسے لوگوں کا ساتھ کانٹوں وانگاروں کی مانند ہوتا ہے۔"

بھابی حیرانگی سے اس لڑکی کی طرف دیکھ رہی تھی جو کچھ عرصہ قبل لاابالی ولاپرواہ تھی پوری کوٹھی میں تتلی کی مانند بے فکری سے بھاگتی پھرتی تھی۔ جب سے وہ کراچی سے آئی تھی بہت بدل گئی تھی باتیں کرنا، شرارتیں، سیر سپاٹے، عامر سے لڑائیاں بہت ہی کم ہو گئی تھیں اور اب بہت سنجیدگی سے کہی گئی اس کی نفرت والی بات نے انہیں حیران کر دیا تھا۔

مما، پاپا واپس آئے تو منگنی کی تقریب کی مووی کے ساتھ تصویروں کا البم بھی لائے تھے ان کے بھیجے ہوئے گفٹس بھی تھے۔ اس نے جلدی سے پہلے البم کھولا تھا دلہن بنی ہوئی نینی بہت کیوٹ لگ رہی تھی حسیب کے ساتھ بیٹھی ہوئی وہ جوڑی مکمل لگ رہی تھی تصویریں بہت تھیں جن میں اس کے سسرالیوں کے علاوہ پھپھوؤں اور چچاؤں کی فیملیز کی تصویریں بھی تھیں ایک کے بعد ایک تصویر بغور دیکھنے کے بعد جس امر نے اسے تعجب وتجسس میں مبتلا کر دیا تھا اس کو جاننے کے لیے اس نے سی ڈی آن کی تھی اور اس میں بھی ایسے ناقابل یقین مناظر دیکھ کر وہ بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گئی تھی......

وہ حسان ہی تھا ہنستا مسکراتا عمیر سے بے تکلفی سے بات کرتا کبھی اس کا ہاتھ ہاتھوں میں لے کر کبھی اس کے شانے پر بازو رکھ کر گفتگو کرتا جیسے وہ کلوز فرینڈ رہے ہوں۔ عمیر کی آنکھوں اور پھپھو کے چہرے پر اسے وہ اعتماد سے پر زندگی سے بھرپور چمک نظر آئی تھی وہ چمک وہ اعتماد جو وہ دیکھنا چاہتی تھی وہ آسودہ حالی جو دلوں کو ہی نہیں روحوں کو بھی سرشار کر دیتی ہے۔

اس دن مما اور بھابی انارکلی گئی ہوئی تھیں پاپا، عامر اور عابد بھائی آفس۔ وہ گھر میں رک گئی تھی موسم ابر آلود تھا ہوائے اپنے آنچل سمیٹ لیے تھے۔ ماحول پر بے کیف اداسی پھیلی ہوئی تھی جو غیر محسوس طریقے سے اس کے دل تک رسائی پا چکی تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کئی دنوں سے اس کے اندر بے چینی واضطراب سا پھیل

رہا تھا دل کوئی انجانی سرگوشی کرنے لگا تھا جیسے کسی کو چھپکے چھپکے یاد کر رہا ہو کسی کی دید کا تمنائی ہو پر کس کا؟ کون ہے وہ؟ اس نے گہری سانس لیتے ہوئے خود سے پوچھا اور جواباً جو عکس ابھرا اس نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا دل کی دھڑکنوں کے شور میں جس کا نام گونج اٹھا تھا وہ وہی سنگدل و بے مروت تھا جس نے کبھی اسے قابل اعتنا نہ جانا تھا جو اس سے نفرت کرتا تھا اس کی کشتی ساحل پر آ کر ڈوب گئی تھی اسے معلوم نہ تھا دل کی اس چالبازی پر وہ شکر کرے یا شکوہ تھی کہ ملازمہ نے مہمان کے آنے کی اطلاع دی تھی اس وقت مہمان کی آمد ناگوار لگی تھی مگر گھر میں کسی کے نہ ہونے کے باعث حق میزبانی اسے ادا کرنی ہی تھا وہ کھوئی کھوئی سی لیونگ روم میں داخل ہوئی تھی اور گھبرا کر رک گئی۔ اس کے دل کا چور سامنے صوفے پر بڑی شان سے براجمان تھا کیا اس کی تڑپ اتنی شدید تھی جو اسے یہاں کھینچ لائی تھی یا وہ محض آنکھوں کا دھوکا تھا جو حسان اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"السلام وعلیکم! تم اتنی حیرت سے کیا دیکھ رہی ہو بھئی میں بذات خود ہوں، کوئی میرا بھوت نہیں ہے۔" وہ دلکش انداز میں مسکرا کر گویا ہوا۔

"آپ اس طرح..... تنہا آئے ہیں؟" وہ خود پر قابو پانے کی جنگ وجدو میں ہکلا گئی تھی۔

"پھر کیا بارات لے کر آتا؟" اس کے بھاری لہجے میں تپش تھی۔ "میرا مطلب ہے مجھے تنہا ہی آنا تھا۔"

اس کی پرشوق نگاہوں سے وہ بری طرح بوکھلائی تھی نہ معلوم آج کیا ہوا تھا جو انوکھے حالات سے اس کا واسطہ پڑ رہا تھا۔

"ممی اور بھائی شاپنگ سینٹر گئی ہیں رمضان آنے والے ہیں اسی کی تیاریوں کے سلسلے میں..... آپ کیا لیں گے چائے، کافی یا کولڈ ڈرنگ؟"

"فی الحال کچھ نہیں تم بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" اس کے لہجے میں سنجیدگی در آئی تھی۔

وہ دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"میں نے بچپن سے زندگی کا وہ روپ دیکھا جو شاید ہی کسی کو نظر آتا ہے بات بات پر ممی کو بے عزت کیا جاتا تھا گھر میں ان کی کوئی ویلیو نہیں تھی پھپیاں بڑے فخر سے جان بوجھ کر اپنے میکے کی تعریفیں کرتی تھیں بڑے فخر سے جایا کرتی تھیں وہاں سے آنے والوں کو دادی جان اور پھپھو بہت عزت دیتی تھیں جبکہ ممی کی کورٹ میرج کو ایشو بنا کر انہیں رونے پر مجبور کر دیا جاتا تھا۔ میں نے ممی کو چھپ چھپ کر روتے ہوئے دیکھا تھا۔ ملازموں کو سوتے ہوئے گھر کے کاموں میں لگے ہوئے دیکھا تھا۔"

"ممی کو خاندانی روایت سے بغاوت کرنے کی بہت بڑی سزا ملی انہیں وہ عزت وحیثیت کبھی نہیں ملی جو ان کا حق تھی اور ان ہی باتوں نے جانے کب میں آمنہ آنٹی کی باتوں کو سچ سمجھنے لگا تھا وہ کہتی تھی کو بیٹی نہیں ہونی چاہیے بھی کون شادی کرے گا ایسی لڑکی سے جس کی ماں نے گھر سے بھاگ کر شادی کی ہو بیٹا! بھی پرائی ہے لڑکی نگاہ رکھو ماں کا اثر بیٹی پر نہ آجائے کل کلاں وہ بھی کسی کے ساتھ فرار ہوگئی تو ہم تو زندہ نہ رہ پائیں گے یہ تمہاری ماں کے ماں باپ ہی بے غیرت تھے جو بیٹی کی ایسی حرکت کے بعد بھی زندہ رہے پھر جیسے جیسے وقت گزرتا رہا میرے اندر بے اعتمادی و بے سکونی بڑھتی گئی دوست واحباب سے میں کترانے لگا تھا۔ انسان جس سے بچنا چاہتا ہے وہی خوف اس کا پیچھا کرتا ہے کسی نہ کسی طرح سے ننھیال کا ذکر نکل آتا جو مجھے منہ چھپانے پر مجبور کر دیتا اور میں بے اعتمادی کا شکار ہوتا چلا گیا۔ ٹینی کو میں نے کبھی بھی دوستیاں کرنے نہیں دیں گھر

سے وہ میرے یا عمیر کے ساتھ ہی نکلتی تھی نانا اور نانی کی زندگی کی آخری دنوں میں انہوں نے ممی کو گھر آنے کی اجازت دے دی تھی معاف کر دیا تھا مگر اس وقت تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ ممی میکے اور سسرال دونوں جگہوں سے اپنی اہمیت کھو چکی تھیں کاش! وہ خاندانی غیر شرعی رسموں کو توڑ کر ممی کی خواہش کو انا کا مسئلہ نہ بناتے تو پاپا کے پیار کو قبول کرنے سے قبل اپنی رسموں ورواج کا ہی خیال کر لیتیں تو تمام عمر کی حسرت و نارسائی تو حصے میں نہ آتی۔ آج کے دور میں تیزی سے پھیلتا ہوا پسند کی شادی کا رجحان جہاں نوجوانوں کی گمراہی و دین و دنیا کی عاقبت سے محرومی کا باعث بن رہا ہے وہیں یہ بڑوں کی فرسودہ ہٹ دھرمی بے جا اصول پرستی کا نتیجہ بھی ہے جب ہمارا مذہب اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ شادی سے قبل لڑکی کی رضامندی بھی ضروری ہے تو پھر اس وقت یہ ڈھونگ کیوں رچایا جاتا ہے جب بارات دہلیز پار کر چکی ہوتی ہے اس وقت کیوں عزت کی چھری اس کی گردن پر رکھ کر نکاح کے وقت رضامندی لی جاتی ہے حالاں کہ یہ رضامندی رشتہ قبول کرنے سے قبل لینی چاہیے۔"

وہ خاموش ہوا تو بڑی گمبھیر خاموشی چند لمحے طاری رہی۔

"اگر ایسا ہوتا تو پھپھو اتنی مشکل زندگی نہ گزارتیں دادا، دادی بھی ان کا دکھ لے کر اس دنیا سے نہ جاتے پاپا کو بھی میں اکثر تنہائی میں روتے ہوئے دیکھتی ہوں وہ پھپھو سے بے انتہا محبت کرتے ہیں مگر شاید ان کے پاس اظہار کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔"

"انہی سوچوں میں گم ہو کر میں نہ معلوم کب ممی اور ان بہن بھائی سے دور ہو گیا جن کی خوشیوں و مسکراہٹوں کی خاطر میں نے کٹھن محنت کرنے کا عزم کیا تھا میں ان سے محبت تو کرتا تھا مگر اظہار کا طریقہ بھول گیا تھا اسے محرومی کہہ لیں یا احساس کمتری کہ وہ آگ جو مجھے بچپن سے جلا کر بھسم کر رہی ہے اس تکلیف نے مجھ سے حساسیت و گداز پن چھین لیا تھا اور اس جستجو میں سرگرداں رہتا کہ میرے اپنوں کی پرسنج میں کوئی کمی نہ آئے کوئی ہمیں تضحیک آمیز نگاہ سے نہ دیکھے کوئی ممی کی تذلیل نہ کرے ٹینی باعزت طریقے سے گھر رخصت ہو بہت ساری خواہشوں کے ہجوم میں گھر کر میں بھول گیا کہ محبت کرنا خیال رکھنا ہی کافی نہیں ہوتا ان جذبوں کا اظہار بھی از حد ضروری ہے۔ محبت واپنائیت نمود ونمائش کی چیز تو نہیں ہے لیکن کچھ رشتوں میں نمود بھی ضروری ہے خلوص کے ساتھ قندیل اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ "یہ روشنی یہ گلزار راہ مجھے تم نے دکھائی ہے اگر قدم قدم پر تم مجھے احساس نہ دلاتیں میرے رویے کی بدصورتی کا تو شاید انجانے میں اسی طرح سے ان کو بھی تکلیف میں رکھتا اور خود بھی رہتا۔"

اس کی سحر انگیز نگاہیں۔

دلاویز لہجہ۔

مسحور کن انداز۔

قندیل کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک رہا تھا۔ وہ اس کی نگاہیں پوری شدت سے اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔ اس کی پلکیں گویا کسی ان دیکھے بوجھ سے بھاری ہوگئی تھی اور زبان گنگ۔

"ایم سوری! میں نے بہت برا سلوک کیا ہے تمہارے ساتھ۔"

وہ پتھروں جیسا شخص جس کی گفتگو سنگریزوں جیسی ہوتی تھی اس نے جب بھی بات کی کاٹ دار انداز میں کی طنز میں کی آج جب وہ اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا تو کیسا گداز آمیز لہجہ بن گیا تھا کسی سحر کی سرمئی دھند میں

پڑتی ترم ترم ٹھنڈی ٹھنڈی خوش گوار پھوار کی مانند۔

"کیا...... تم مجھے معاف کر سکو گی؟" وہ اس کی خاموشی کو محسوس کر کے سنجیدگی سے استفسار کر بیٹھا اور وہ جو اس کے بدلے ہوئے انداز سے بہت خوش ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ مسرت اسے اس بات کی تھی کہ پھپھو کو ان کا کھویا ہوا مقام مل گیا تھا۔ عمیرا و رنمی کو ان کا حق وہ یہی چاہتی تھی ان کے ذولے سہمے چہروں پر اعتماد و مسرت کی پر سکون روشنی جو سامنے بیٹھے شخص کے انداز گفتگو سے عیاں تھی۔

پھر نہ معلوم یہ مسرت کے آنسو تھے یا اس کی کی جانے والی تذلیل کا احساس آنسو بے موقع مہمان کی آمد کی مانند آتے چلے گئے۔ وہ انہیں روکنے کی سعی میں سامنے بیٹھے حسان کے روشن چہرے پر پھیلتا ہوا تاریک سایہ نہ دیکھ سکی باہر برسات شروع ہو گئی تھی اس کی آنکھوں کا ساتھ آسمان نے بھی دینا شروع کر دیا تھا اس دم باہر سے ملازمہ کی ٹرالی لانے کی آواز کے ساتھ مما اور بھابھی کی آواز بھی آ رہی تھی وہ ایک دم گھبرا کر اٹھی تھی یہ سوچ کر انہیں اس کے ساتھ بیٹھ کر رونے کا کیا جواز پیش کرے گی بنا اس خیال سے وہ بنا کچھ کہے اندرونی دروازے سے باہر نکل گئی تھی اور بند ہوتے دروازے کو وہ تکتا رہ گیا تھا۔

❋❋❋

رات خوب بارش برسی تھی۔

ہر شے دھل کر نکھر گئی تھی۔ اس نے کھڑکی سے پردہ ہٹا دیا تھا باہر لان میں نکھرے نکھرے سبزے و شوخ پھولوں کی خوبصورتی اس کے چہرے پر تراوٹ و تازگی بکھیر رہی تھی۔ پھولوں کی تمام خوبصورتی اس کے چہرے پر در آئی تھی۔ موسم کے تمام رنگ اس کی آنکھوں میں سمٹ آئے تھے دل میں پیدا ہونے والی نوزائیدہ سوچیں چند گھنٹوں میں ہی پر شباب ہو گئی تھیں وہ خوش تھی بہت خوش! یہ احساس ہی کتنا جاں افزا ہوتا ہے یہ احساس کہ آپ کی ذات کسی کے لیے کوئی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی آپ کو اہمیت دیتا ہے اور یہ تمام احساسات آپ کو اس ایک شخص سے ملیں جو آپ سے بہت قریب ہو جیسے دل سے دھڑکن ہوتی ہے جس طرح زندگی سے سانس! آنکھوں سے بصارت وہ ایسا ہی اہم ہو چکا تھا یہ خیال ہی کتنا خوش کن تھا کہ "وہ آیا تھا اور دل سرگوشی کر رہا تھا وہ اس کی خاطر آیا ہے اس سے معافی مانگنے" کوئی ایسے ہی تو نہیں آ جاتا اس کے دل میں بھی "کچھ" ہے تب ہی وہ چل کر آیا ہے۔"

دل اسی سرور میں گم تھا جب اپنے کمرے میں آنے کے بعد وہ باہر نہ نکلی تھی۔ مما بھابھی کو آتے دیکھ کر سوتی بن گئی تھی اپنے رونے پر اسے شرمندگی تھی۔ متورم آنکھیں لیے وہ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے پنک سوٹ پہنا تھا بال برش کیے تھے کھڑکی میں کھڑی ہو کر وہ اس کا سامنا کرنے کی ہمت و اعتماد پیدا کر رہی تھی۔

"اوہو کیا بات ہے بھئی تنہا تنہا کیوں مسکرایا جا رہا ہے؟" بھابی کی آواز پر وہ چونکی تھی وہ خیالوں میں اتنی مگن تھی جو ان کی آمد کو محسوس ہی نہ کر سکی جو قریب کھڑی اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"ناشتے کا ارادہ نہیں ہے؟ رات کو بھی بنا ڈنر کیے جلدی سو گئی تھی۔"

"نہ معلوم کس طرح رات کو جلدی نیند آ گئی تھی۔"

"حسان بھی کیا سوچتے ہوں گے تم ان کے گھر گئی ہفتہ رہ کر آئی اور یہاں انہیں چند گھنٹے بھی کمپنی نہ دے سکیں۔"

"چند گھنٹے؟" ان کی بات پر دل میں عجیب سی ہوک اٹھی تھی قدم تھم گئے۔

"ہاں بھئی! چند گھنٹے وہ چائے پی کر چلے گئے تھے بہت روکا مگر وہ نہیں رکے کہنے لگے بزنس کے سلسلے میں آئے تھے فوری جانا ضروری ہے۔ عشرت پھپھو کے بھیجے ہوئے گفٹس دینے آئے تھے۔"

لمحے بھر کو اسے محسوس ہوا جیسے دل بند ہوگیا دھڑکنیں مٹ گئیں۔ دنیا اجڑ گئی ہر سو اندھیرا چھا گیا۔ چراغوں میں روشنی نہ رہی جام حیات ریزہ ریزہ ہوگیا۔

اف! یہ عشق کی آگ ہر آگ سے بڑھ کر بھڑکنے والی محبت کا روگ ہر روگ سے بڑھ کر روگی بنادینے والا اسے کیوں لگ گیا؟

خوش گمانیوں کی خوش رنگ تتلیاں کل ساری رات اس کے اردگرد اڑتی رہی تھیں۔ اب اڑیں تو حقیقت کے بدنما رنگ اس کے ہاتھوں پر چھوڑ گئی تھیں رونے کے لیے۔ ناشتہ اس نے برائے نام ہی کیا اور موقع پاتے ہی اپنے روم میں چلی آئی تھی۔

لڑکیاں بھی کتنی پاگل ہوتی ہیں دل کی باتوں میں آکر ان پر اعتبار کر بیٹھتی ہیں جو بھی اعتبار کے قابل ہی نہیں ہوتے ہیں ان کو اپنا سمجھ بیٹھتی ہیں جو کبھی کسی کے بن ہی نہیں سکتے' کسی کو چاہ نہیں سکتے' وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھی' وہ بھی انہی احساسات کے زیر اثر یہاں تک چلا آیا' جو اس کے اندر موجزن تھے جذبوں کی کشش اسے یہاں کھینچ لائی تھی' مگر اس کی چند گھنٹوں کی آمد نے باور کرادیا تھا' وہ اس کی خاطر نہیں آیا تھا اس کے دل میں کچھ نہ تھا وہ صرف اس کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا کہ وہ کسی کا احسان رکھنے کا عادی تھا۔ وہ خود سر ہٹ دھرم و مغرور سہی مگر احسان فراموش ہرگز نہ تھا۔

"تم یہ کیوں بھول گئیں ان کی لائف میں پہلے سے ایک لڑکی موجود ہے وہ سنہری بالوں و سیاہ آنکھوں والی موی' جس کی بے باکی و بلند قہقہے لگانے والی عادت تھی اس شخص کو بری نہیں لگتی جو کسی کی اونچی آواز سننے کا روادار نہیں۔"

موی کا خیال گویا اسے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھینک گیا تھا۔

⌘❖⌘❖⌘❖

حسب معمول گھر میں پھیلے ہوئے سناٹوں نے اس کا استقبال کیا تھا اور تھکاوٹ جیسے اس کی رگ رگ کو جکڑنے لگی' ان سناٹوں و خاموشیوں کا وہ مدت سے عادی رہا تھا مگر اس عادت کو توڑا اس لڑکی نے کیا تھا جو چند ہفتوں کے لیے اس گھر میں آئی تھی اور اپنی شوخ و چنچل' پراعتماد و نڈر طبیعت کے باعث سب کے ساتھ ساتھ اس کو بھی بدل گئی تھی' اسے معلوم ہی نہ ہوسکا تھا کب اور کس لمحے وہ اس کا اسیر ہوچکا تھا۔ وہ از خود بات بے بات اس کی تذلیل کرتا تھا کہ وہ جلد از جلد یہاں سے چلی جائے جس کے آنے سے گھر میں ہنگامہ رہنے لگا تھا وہ ماں اور بھائی بہن جو اس کی موجودگی میں آواز نہ نکالتے تھے اب ان کے بلند قہقہے و اونچا بولنے کی آوازیں گیٹ سے باہر تک سنی جاتی تھیں۔ اپنے ننھیال کی طرف سے بغض اسے بچپن سے تھا جو تعلقات استوار ہونے کے باوجود اس کے دل سے نہیں گیا تھا گزرتے وقت نے جس کو مزید ہی تقویت دی تھی۔ اسی بغض نے اسے قندیل سے سخت بدظن کیا تھا پھر جس قدر بھی اس سے ممکن ہوسکا۔ اسے بھگانے کی سعی اس نے کی تھی اور وہ ایسا کرنے میں کامیاب بھی رہا تھا وہ چلی گئی تھی۔

....

اس کے جانے کے بعد معلوم ہوا زندگی کا حسن اپنوں کی مسکراہٹوں میں ہوتا ہے۔ سناٹے و خاموشی صرف قبرستانوں کو زیب دیتے ہیں' بڑے گھر میں ہلچل' گہما گہمی ہی حیات کے رنگ اجاگر کرتی ہے ممی کی خاموشی' نینی اور عمیر کی اداسی نے اسے احساس دلایا وہ لڑکی جس کو وہ اپنا دشمن سمجھنے لگا تھا۔ اس کی کھری کھری باتوں میں سچائی و صداقت تھی' وہ ان سے بہت دور ہوگیا تھا پھر اس نے ان فاصلوں کو سمیٹا تو معلوم ہوا اپنوں کا سنگ کتنا دلفریب ہوتا ہے بڑوں کی عزت و چھوٹوں سے شفقت کا درس اسی لیے دیا جاتا ہے وہ جب بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر چھوٹے موٹے مسائل ڈسکس کرتا' پرابلم شیئر کرتا یا یوں ہی عمیر کی بے تکی باتیں سن رہا ہوتا تو اسے شدت سے قندیل کی کمی محسوس ہوتی تھی۔ وہ اس کا بہت ممنون تھا' جس نے اس کو راستہ بتایا تھا' نینی کی منگنی میں وہ اس کی آمد کا منتظر تھا مگر اس کی آس ہی رہی وہ نہیں آئی۔ نینی کی منگنی کے بعد اس کی کال اس وقت آئی جب وہ ایک اہم میٹنگ میں مصروف تھا وہ کال عمیر کے سیل پر تھی اس نے عجلت میں کہہ دیا عمیر نہیں ہے مگر دوسرے لمحے اسے احساس ہوا کہ غلط کیا ہے۔ میٹنگ ختم ہوتے ہی اس نے عمیر کے سیل سے ہی اس کا نمبر ریڈائل کیا تھا اور دوسری طرف سے عمیر سمجھ کر جو اس کے خلاف باتیں کی گئیں وہ اسے یہ سمجھانے کے لیے کافی تھیں کہ وہ اس سے کس قدر بدظن و متنفر ہے۔ وہ سچ مچ شرمندہ ہوگیا تھا اور پھر اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ جاکر سب اسے سچ سچ بتائے گا جو اس پر بلکہ سب پر گزری تھی پھر دل کی بات کہے گا اس کی رضامندی سے وہ اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ زبردستی محبت نہیں ہوتی اور جہاں زبردستی ہوتی ہے وہاں محبت نہیں ہوتی اور وہ اسے محبت سے پانا چاہتا تھا زبردستی سے نہیں......

دل کی بے قراریاں تو فوراً اسے لاہور کی سمت جانے پر مجبور کررہی تھیں' مگر دل کی زور آوری کو وہ کہاں خاطر میں لانے والا تھا' جذبوں کی صداقت پرکھنے کے لیے وہ کئی دنوں تک خود پر جبر کرتا رہا تھا اور جب جذبوں پر یقین کی مہر لگی تو وہ عازم سفر ہوا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا قندیل سے تنہائی میں ملاقات ہوجائے تاکہ وہ ہر بات کلیئر کرسکے اور اس کے جذبات جان سکے اور جب وہاں جاکر ملازمہ کی زبانی معلوم ہوا صرف قندیل ہے گھر میں تو جذبوں کی صداقت پر وہ جھوم اٹھا تھا۔ پورے پانچ ماہ ستائیس دن بعد وہ اس کے سامنے تھی جس کی خاطر وہ کسی

پروانے کی طرح دوڑا چلا آیا تھا مگر اس نے اپنی نگاہوں کو پابند رکھا تھا۔ جذبوں کی لگان نہ چھوڑی تھی بہت نارمل انداز میں ملا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ بات سے بات نکلتی چلی گئی اور جب دل کی بات زبان پر آنا ہی چاہتی تھی کہ وہ ہی ہوا جس کا ڈر تھا وہ اس کی زیادتیوں کو فراموش نہ کرسکی تھی اس کے بے اختیار بہنے والے آنسو اس بات کے گواہ تھے اپنے جذبوں کی شکست پر وہ اس قدر گھبرا تھا کہ پھر وہاں ان کے بے حد اصرار پر وہ رک نہ سکا تھا اور فرسٹ فلائٹ سے ہی واپس آگیا تھا۔

"نینی! گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے ممی کہاں ہیں؟" وہ ابھی آفس سے آیا تھا دل میں پہلے ہی وحشتیں رقصاں تھیں گھر میں غیر معمولی خاموشی نے جنہیں مزید بڑھا دیا تھا۔ وہ بریف کیس رکھتے ہوئے نینی سے مخاطب ہوا۔

"ممی کے سر میں درد ہے وہ اپنے روم میں ہیں۔" نینی کی بھاری آواز اس کے رونے کی غماز تھی ممی کی طبیعت خراب نہ ہو وہ پریشانی سے ان کے روم کی طرف بڑھا تھا مگر اپنا نام سن کر اسے وہیں رکنا پڑا تھا۔

"میری زندگی کی اولین خواہش ہے کہ قندیل اس گھر کی بہو بنے ایک طویل عرصے سے میں یہی خواب دیکھتی آرہی ہوں لیکن پہلے حسان کے برے سلوک نے ہمت توڑی تھی لیکن میں نے سوچا تھا یہ سب وقتی غصہ اور غلط فہمی ہے جلد میں اسے راضی کرلوں گی مگر......"

دوسرے لمحے ان کی سسکیوں کی آواز کے ساتھ عمیر کی تسلی دینے کی آواز بھی شامل ہوگئی تھی اب رکنا فضول تھا وہ سلام کرتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا ممی! رو کیوں رہی ہیں آپ؟" وہ ان کے قریب بیٹھتا ہوا گویا ہوا ان کے رونے میں تیزی آگئی۔

"لاہور سے ماموں نے کال کی ہے انہوں نے قندیل کے لیے آنے والے پرپوزل کا بتایا ہے لڑکا قندیل کا فرسٹ کزن ہے یوکے سے آیا ہے۔" عمیر نے اسے اطلاع دی۔ لمحے بھر کو اسے لگا ہر سو اندھیرا سا چھا گیا ہو۔ سینے میں کوئی شے گھائل پرندے کی مانند پھڑپھڑانے لگی تھی۔

عمیر نے بڑی حیرانگی سے بھائی کے چہرے پر بدلتے تمام رنگ ملاحظہ کیے تھے۔

"ممی! رونے کی کونسی بات ہے اس میں ایسا تو ہوتا ہے۔"

کتنا کٹھن ہوتا ہے اس لمحے مسکرانا جب آپ کے اندر آہ و فغاں جاری ہو وہ بظاہر مسکرا کر گویا ہوا تھا مگر دل میں صداؤں کا ہجوم تھا۔

محبت کیا ہے؟...... ایک سوز ایک سزا؟! ایک روگ ایک بلا؟

"ممی! اس میں اتنا رنجیدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے ابھی صرف پرپوزل آیا ہے ماموں جان نے قندیل کو رخصت تھوڑی کردیا بلکہ اس سے کہ ماموں جان کوئی حتمی فیصلہ کریں آپ بھائی کا پرپوزل دے دیں بھلا بھائی کو آپ کی خواہش پر کیا اعتراض ہوگا پھر قندیل لاکھوں میں ایک ہے ایسی خوب سیرت و خوبصورت لڑکی بھائی کے ساتھ سجے گی۔"

عمیر کے مشورے پر وہ لاتعلق سا بیٹھا رہا۔

عشرت آزردگی سے بولیں۔

"یہ مان یہ حق ان بہنوں کا ہوتا ہے جو بھائیوں کے سر بلند کرکے گھروں سے رخصت ہوتی ہیں میں نے وہ سب حقوق اپنی ناعاقبت اندیشی سے سلب کردیئے اب میں کس منہ سے یہ حق جتا سکتی ہوں پھر جنید بھابی کے بھائی کا بیٹا ہے۔ بھائی شاید

مان بھی جائیں تو وہ نہیں مانیں گی۔"

عورت جو نسلوں کی امین ہے عزت و وقار کی علمبردار ہے اس کے شانوں پر اعلیٰ تربیت و بے مثل اوصاف و کردار کی ذمے داری ہوتی ہے جس میں وہ ایک قدم کی لغزش کی بھی سزا ساری حیات ادا کرتی ہے اپنی پسند کا جیون ساتھی پانے کی خاطر وہ سب کچھ کر آئی تھیں اپنے اس فیصلے کا پچھتاوا تو ان کا تمام عمر ہی رہا مگر آج شدت سے ہوا تھا۔

عمیر بھی ان کی بات کی نفی نہ کرسکا تھا عشرت جو میکے سے مستقل جڑی رہنے کی آس تھی وہ گویا ٹوٹی گویا وہ زندگی ہی ہارنے لگیں ہارٹ اٹیک کے باعث انہیں فوراً اسپتال ایڈمٹ کیا گیا۔ موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا وہ ایک ہفتے تک انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں رہی تھیں اس دوران لاہور سے قندیل کی پوری فیملی آگئی تھی ان کی نند آمنہ بھی تھیں دوسرے سسرالی تو ان سے تعلق رکھتے ہی نہ تھے۔

طبیعت امپرور ہوتے ہی وہ ڈسچارج ہوکے گھر آگئی تھیں کمزوری تو ان کو بہت تھی مگر سب کو پریشان ان کی گہری چپ نے کیا ہوا تھا۔

"بھابی! اب تو آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے پھر کیوں آپ اس قدر اداس و خاموش رہتی ہیں؟ بچے پہلے ہی آپ کی بیماری کی وجہ سے ڈسٹرب ہیں اس پر آپ کا یہ انداز انہیں مزید پریشان کررہا ہے۔ نینی روتی رہتی ہے اسے قندیل نے سنبھالا ہوا ہے بلکہ گھر کا نظام آپ کی بھابی اور ان کی بہو نے سنبھالا ہوا ہے آپ کی فیملی بہت اچھی ہے آپ کے بھائی کے اخلاق کی میں گرویدہ ہوگئی ہوں۔ آپ تو بہت اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی ہیں معاف کردیجیے گا آپ کو سمجھنے میں غلطی ہوئی۔"

آمنہ کی بات پر وہ دھیرے سے مسکرا کر رہ گئیں۔

عشرت کی طبیعت اب قدرے سنبھل گئی تھی یا اتنی محرومیاں حاصل کرچکی تھیں کہ قندیل کو کھونے کی محرومی بھی انہیں برداشت کرنے کا حوصلہ دے چکی تھیں تو حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار تھیں۔

لاہور سے آئے ہوئے ان سب نے بھی رخت سفر باندھا تھا ایسے میں نینی قندیل کو روکنے کے لیے بضد تھی ابھی جانا تو وہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ پھپھو کو مکمل صحت مند دیکھنا چاہتی تھی مگر حسان کی ذات اس کے فرار کی وجہ بن رہی تھی اس شخص نے پہلے والا رویہ روا نہ رکھا تھا لیکن اس کی پرچھائیں سے بھی وہ دور بھاگتا تھا اور اس کی یہ نفرت اس کے دل کو چرکے لگا دیا کرتی تھی وہ جو پہلے ہی جنید کے رشتے کی وجہ سے بے چین تھی اور یہاں اس کی بیگانگی نے دل کا خون ہی کردیا تھا۔

"نینی! نینی!" وہ جو نینی کے کمرے میں بیٹھی اس کے رونے پر رو رہی تھی بے موقع اس کی آمد پر بوکھلا کر رخ پھیر گئی۔

"نینی! قندیل کو مت روکو...... اسے جانے دو میں نہیں چاہتا کہ اس کی یہاں موجودگی ممی کی طبیعت کی خرابی کا باعث بنے۔"

"پھپھو کا نام کیوں لے رہے ہیں، صاف کہیں میری موجودگی سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے نہ معلوم کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا؟ آپ کیوں......" اس کی بات پر وہ ضبط کھو بیٹھی تھی حسان ہکا بکا رہ گیا۔

"تو...... تم!" اسے بے تحاشہ روتے دیکھ کر وہ نروس ہوگیا تھا۔

"جی...... میں! میں سمجھتی تھی یہ میرا خیال ہے مگر آپ سچ مچ پتھر ہیں اور پتھروں پر بھلا کبھی جذبے اثر انداز ہوتے ہیں۔" بے تحاشہ روتے ہوئے وہ...... وہ بات روانی میں کہہ گئی جو کبھی اس

طرح اس کے لبوں سے نکلنے والی نہ تھی، حسان نے چونک کر بڑی گہری نگاہوں سے اس کے بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھا جہاں وہی جذبے بکھرے ہوئے تھے جنہوں نے اس کے اندر اضطراب و اضطرار کی آگ دہکا رکھی تھی۔ محبت محبت کا عکس ہوتی ہے پھر وہ اس عکس کو کیونکر نہ پہچانتا۔

"بالکل غلط خیال ہے تمہارا۔" وہ قریب آ کر سرگوشیانہ انداز میں بولا۔ "اگر چاہت دوطرفہ ہو جذبے کھرے ہوں تو سنگ بھی موم ہو جاتے ہیں پھول بن جاتے ہیں پہاڑوں پر کھلے پھول بہتے جھرنے آبشار محبت کی ہی تو کرشمہ سازی ہے۔"

قندیل کے اندر برق سی دوڑی تھی اس کا چاہت سے لبریز لہجہ لگاوٹ آمیز انداز اس کو متحیر کر گئے وہ رونا بھول کر ٹپٹا گئی۔

"مجھے احساس ہے میں نے تمہارے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں، بے حد ستایا ہے لیکن وعدہ اب سب سے بڑھ کر پیار بھی دوں گا۔"

وہ سینے پر بازو لپیٹے اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا اسے بڑا شوق نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا لبوں پر دلکش مسکراہٹ تھی۔

"مجھے تنگ کرنے کا آپ کا یہ کوئی نیا ڈھونگ ہے ابھی آپ مجھے یہاں سے بھگانے پر تیار تھے نیتی سمجھ کر کیا کہہ رہے تھے یاد ہے آپ کو؟"

"قندیل! میں وہ شخص نہیں ہوں جو محبت کے اظہار کے لیے آسمان سے تارے توڑ لانے پہاڑوں کی چوٹیاں سر کر لینے کے جو دعوے کرتے ہیں میں ایک عام سا پریکٹیکل بندہ ہوں جو محسوس کرتا ہوں ویسا ہی ردعمل کرتا ہوں پہلی بار جب تم یہاں آئی تھیں تب مجھے محسوس ہوا تھا تم مجھے ڈی گریڈ کرنے مجھے اپنوں سے دور کرنے آئی ہو تب میرے اندر تمہارے خلاف غصہ و نفرت تھی جس کو میں نے کبھی چھپانے کی کوشش بھی نہ کی کیونکہ میں دوغلے پن و منافقت کو پسند نہیں کرتا۔ تمہاری وہ باتیں جو سچ ہوتی تھیں تمہارے جانے کے بعد مجھے شدت سے احساس دلانے لگیں کہ میں غلط ہوں میرا رویہ کسی کے ساتھ بھی درست نہیں۔ تمہاری موجودگی میں گھر، گھر لگتا تھا۔ ممی کے چہرے پر سکون مسکراہٹیں، عمیر اور نینی کو زندگی کا احساس دلاتیں۔ یہ فرحت بخش احساسات تم اپنے ساتھ ہی لے گئیں گھر کی بہاریں ویرانیوں میں بدل گئیں اور تمہاری ایک ایک بات مجھے میری کوتاہیوں کا پتہ دیتی گئیں۔" اس کے چہرے سے اکھڑ پن و بیگانگی غائب وہ بے حد نادم لگ رہا تھا۔

"میں نے اپنا رویہ بدلا تو ماحول بدلنے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ تکلیفات کی دیواریں گر گئی تھیں ہم سب قریب آ گئے تھے پھر نا معلوم مجھے گھر میں کمی کیوں لگنے لگی۔ ایک وجود ایک چہرے کی متلاشی نگاہیں رہنے لگی تھیں اور جب دل کی طلب پر یقین ہوا تو میں سیدھا لاہور پہنچا تھا کہ تم سے معلوم کر سکوں شاہراہ حیات پر میرے سنگ سنگ چل سکو گی یا نہیں؟...... لیکن بات میں نے شروع کی ہی تھی کہ تم نے آنسو بہانا شروع کر دیے اور میں بڑا دلبرداشتہ ہو کر وہاں سے اٹھ آیا تھا۔ میں سمجھا تم مجھے معاف نہیں کرو گی...... یہاں میں جذبوں کی سرکشی سے نبرد آزما تھا ہی کہ ممی کے پاس ماموں کا فون آیا کہ تمہارا پرپوزل آیا ہے ممی جو تمہیں اس گھر میں لانے کی خواہش نا معلوم کب سے رکھتی تھیں یا شاید نینی کے سسرال میں دی جانے والی پارٹی میں لوگوں کے خیالات اور سوالات نے ان کے ساتھ ساتھ ڈسٹرب کیا تھا۔"

وہ چند توقف کو چپ ہوا پھر شوخی سے گویا ہوا۔

"پوچھو گی نہیں...... وہ کیا سوالات و خیالات تھے؟"

"کیا تھے؟"

"وہ لوگ تمہیں میری منگیتر سمجھ رہے تھے بلکہ میرے چند فرینڈز کو میرے منع کرنے پر بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ موی کو تو بالکل یقین نہیں تھا۔"

"آپ مجھے بے وقوف مت بنائیں آپ موی میں انٹرسٹڈ ہیں۔" موی کے نام پر وہ چمک کر گویا ہوئی تھی۔

"غلط بات مت کرو۔ اگر ایسا ہوتا تو کون روک سکتا تھا مجھے؟ بولو میں نے کبھی کسی کی پروا نہیں کی اور میں نہ ان میں سے ہوں جو ہاتھوں میں دل لیے پھرتے ہیں اگر تمہاری آنکھوں میں ابھی وہ رنگ میں نہ دیکھ لیتا جن سے میری دنیا آباد ہے تو مرتے دم تک کوئی بھی میرے دل کا حال نہ جان سکتا تھا اور نہ میری زندگی میں کوئی دوسری لڑکی آ سکتی تھی۔" اس کے انداز میں وہی مخصوص سرد مہری در آئی تھی۔

"آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں؟"

"میں غصہ نہیں کر رہا، سمجھا رہا ہوں تمہیں......" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"سمجھانے سمجھانے میں عمر نکل جائے گی بھائی جان! پہلے تین بول پڑھوا لیں پھر ساری عمر سمجھاتے رہیے گا ورنہ آپ کی عمر تو نکلے گی سو نکلے گی میں غریب مفت میں مارا جاؤں گا۔"

وہ سب اندر داخل ہو گئے تھے عمیر نے آتے ہی دہائی دینی شروع کی تھی۔

"اس کو کہتے ہیں لڑکا لڑکی راضی تو کیا کرے گا قاضی؟" بھابی نے اندر آتے ہی ہنستے ہوئے اسے بتاتے ہوئے کہا تھا۔

"قاضی وہی کرے گا جو اس کا کام ہے یعنی نکاح پڑھائے گا۔" عمیر نے حسان کے شانے پر بازو رکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں آپ کی روٹھا منائی ختم نہیں ہوئی وہاں آمنہ پھپھو نے ماموں جان سے بات کر لی ہے بلکہ راضی کر لیا ہے قندیل کو ہماری بھابی بنانے پر۔" نینی بڑے پر جوش انداز میں قندیل سے لپٹی تھی۔

"ماموں جان کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوا؟" حسان نے بے ساختہ کہا۔

"انہیں کیوں اعتراض ہونے لگا۔ جب بہن بھائی سے محبت کا قرض مانگتی ہے تو بھائی کس طرح منع کر سکتے ہیں پھر جب ساتھ ہم جیسے سوالی ہوں تو بھائی نامراد کیسے لوٹ سکتی تھیں یوں اب آنے والے گینڈے کو ہم نے داخل ہونے ہی نہ دیا لو سب سے پہلے تم منہ میٹھا کرو۔"

ہاتھ میں پکڑے ٹوکرے سے گلاب جامن انہوں نے حسان کے منہ میں ڈالا تھا پھر قندیل کی طرف بڑھ گئیں جو سر جھکائے شرم سے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"میں نے پہلی بار دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا تھا اس چاند جیسی لڑکی کو ہی اس گھر کی روشنی بننا ہے کل سے رمضان المبارک شروع ہونے والے ہیں عید کے پہلے ہفتے میں ہی ہم بارات لے کر آ رہے ہیں تمہیں ہمیشہ کے لیے لانے کے لیے۔" وہ قندیل کو مٹھائی کھلاتے ہوئے خوشی سے کہہ رہی تھیں۔

حسان کے وجیہہ چہرے پر امنگوں و مسرتوں کے رنگ جھلملا رہے اس کی شوخ نگاہیں مسکرا رہی تھیں جن میں قندیل کا عکس مقید تھا۔